KHILAFAT LIBRARY

## صوالبط

(۱) عوام سے (سکے) شش شاہی ۶
(۲) امرائے عظام سے اعتباری قیمت
پانچ روپیہ (صمہ)
(۳) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ علیحدہ
تصور ہوگا اور ایسے حضرات
کے اسمائے گرامی سرپرستان
اخبار کی فہرست میں
درج ہونگے۔

## مقاصد

رجسٹرڈ ایل نمبر: ACCV

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر
مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے
اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام
کے منور چہرہ سے بدلایل عقلی
و نقلی دور کرنا
(۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی

جلد ۶ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ وِدوان | نمبر ۱۳

# ہمارا سالانہ جلسہ

اب کی بار کا سالانہ جلسہ نہایت عالیشان ہونیکے علاوہ اپنے اندر بہت سی خصوصیتیں رکھتا تھا پچھلے دنوں بدقسمتی سے جو ہماری جماعت میں ایک پھوٹ پڑ گیا اور جماعت دو قسم کے خیالات پر منقسم ہو گئی تو ہمارے مخالفین کے گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔ کہ بس اب (نعوذ باللہ) یہ جماعت گئی! مگر ان لوگوں کو کیا معلوم تھا کہ یہی ایک نشان ہے اور خداوند قدوس لوگوں پر اتمام حجت کرنا چاہتا ہے۔ کہ اگر یہ جماعت محض انسانی ساخت کا مجموعہ ہوتی تو ایسے زبردست پھوٹ میں ضرور یہ ڈاواں ڈول ہو جاتی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے لگائے ہوئے درخت کو کون جنبش دے سکتا ہے۔ اس سالانہ جلسے نے لوگوں پر اس امر کو ظاہر اور مبرہن کر دیا۔ کہ یہ جماعت انسانی ساخت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس جماعت پر اللہ تعالےٰ کا زبردست ہاتھ ہے جو اسے کڑی سے کڑی آندھیوں میں ڈولنے دیتا ہے اور نا ہی زبردست سے زبردست طوفان اور سخت سے سخت زلزلہ اسے اپنے جگہ سے جنبش دے سکتا ہے۔ اگر ہمارے دوستوں پر کوئی اور بات حجت نہیں ہو سکتی تو یہ بیّن نشان اور ظاہر اکرامت دیکھکر ایک خدا خوف انسان کے منہ سے یہ نکل جائے گا ؎

زمین قادیان اب محترم ہے!
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے!

یقیناً سمجھو کہ پچھلے دنوں جن خاردار راہوں اور آزمائش کی گھاٹیوں اور امتحان کے گڑھوں سے ہماری جماعت کو گذرنا پڑا ہے اگر خدا کا ہاتھ اسکے سر پر نہ ہوتا تو جماعت کے تتر بتر ہو جانے میں کسکو شبہ ہو گیا تھا۔ مگر وہ خدا جو اپنے بندوں کا حامی اپنے پیاروں کا غمگسار ہے۔ بھلا وہ کب اور کیسے یہ دیکھ سکتا ہے کہ وہ جماعت جسے اسکے پیارے مسیح نے اپنی آنکھوں کے پانی سے آب پاشی کی ہو۔ وہ جماعت جسے دین کے نور نے نور معرفت سے روشن کر دیا ہو۔ وہ جماعت جسکے ساتھ پیارے محمدؐ خلیفۃ ثانی رضؓ کی دردمند اور قلق آمیز دعائیں شامل حال ہوں بھلا اللہ تعالےٰ کب اور کیلئے ایسی جماعت کو پراگندہ کر سکتا تھا۔ پہاڑوں کا اڑ جانا ممکن سمندروں کا پانی خشک ہو جانا آسان۔ مگر خدا کے پیاروں کی دعاؤں کا ٹل جانا ناممکن! ناممکن!! ناممکن!!! پیارو آزمائشیں آیا ہی کرتی ہیں۔

### مبارک! مبارک!! مبارک

مورخہ ۳۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو حضرت مرزا البشیر احمد صاحب کے شکوئے معلے میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مولود مسعود کو اپنے باپ دادا کے فضایل کا وارث بنائے آمین۔ نور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہے

آندھیاں آزمائش اور اندھی چلا ہی کرتی ہیں۔ گہ یہ ہماری جماعت کیلئے ابر رحمت ثابت ہوئی۔ اور اس آزمائش نے ہماری جماعت کو اگر یہ پہلے سونا تھی اور اب فولاد بنا دیا اگر یہ پہلے سونا تھی تو اب اس آزمائش کی بھٹی میں پڑھ کر کندن ہو گئی۔ اگر اس ہیرے پر کچھ گرد و غبار آ گیا تھا تو اس آزمائش کے طوفان نے اس کے چہرے سے گرد و غبار دور کر کے اسکی چمک اور دمک کو اور بھی دوبالا کر دیا (سبحان اللہ) بادل کی کالی کالی گھٹائیں جو کچھ عرصہ سے ہماری قوم کے آکاش پر منڈلا رہی تھیں۔ اور خوب زور سے برسیں اگرچہ موسلا دھار بارش نے تمام سڑکوں کے کپڑوں کو کسی نامعلوم رنگ میں لت پت کر دیا مگر اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس موسلا دھار بارش کے بعد احمدی جماعت کا آکاش کالے کالے بادلوں سے بالکل صاف و شفاف ہو گیا۔ اور

ہماری فضا میں عجیب

ابہار پیدا کر دی ہے۔

۲۲۔ دسمبر سے ہی مہمان آنے شروع ہو گئے۔ [illegible] تک لگاتار مہمان آتے رہے۔ اگر پہلے جلسوں کی نسبت دوگنی [illegible] نہ تھے تو ڈیوڑھی میں تو کوئی کلام ہی نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے علاوہ مفتی محمد صادق صاحب و حافظ روشن علی صاحب منشی فرزند علی صاحب میاں عبدالحی صاحب مولوی سرور شاہ صاحب شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تقریر کیا تھی۔ ایک معارف اور گیان کا سمندر تھا۔ جسکی ٹھاٹھیں روکے نہ رکتی تھیں۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے کلمات طیبات سنے ان کے قلوب وجد میں آ گئے لیکچر کیا تھے تائید غیبی و نصرت ربی کا ایک مشاہدہ تھا۔ ایک ایک نقطہ معارف اور حقایق میں ڈوبا ہوا تھا انشاء اللہ تم ہم اپنے آیندہ ایشو میں کوشش کرینگے کہ حضرت صاحب کی تقریروں کو دور دراز بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہونچا سکیں اپنا اپنا ذوق میں نے کبھی اپنے مافی الضمیر کو ایک آن واحد کے لئے بھی نہیں چھپایا۔ اسی وجہ سے نہیں نہیں فی الحال اسی وجہ سے دیکھتے ہیں بعض لوگوں کی نظروں میں عرصہ سے کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہوں اور بعض لوگوں کے نشانوں کا تختہ مشق بن رہا ہوں۔ مگر وہ شخص جو حق کیلئے سکھ سے مسلمان۔ مسلمان سے احمدی ہوا ہو۔ بھلا اسے کون سی چیز حق کے اظہار سے باز رکھ سکتی ہے۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ ہمارے جلسہ میں بعض احباب کی صورتیں نظر نہیں آتیں تو ؎

دل میں ایک درد اٹھا آنکھوں میں آنسوں بھر آئے
نا جانتے بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا یاد آیا

میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔ دل بھاجو تھامنے سے نا تھمتا تھا ایکطرف حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر تھی جو ہم گنہگار دل کی قلوب کو گرد و غبار سے دور کر رہی تھی۔ لیکچر کیا تھا ایک معرفت کے دریا کی تیز روانی تھی جو ہم لوگوں کے قلوب سے خس و خاشاک کو بہائے لیے جا رہی تھی۔ دوسری طرف جلسہ میں بعض صورتیں نا دیکھکر جن سے خاشاک سے پاک قلوب پر ایسی چوٹ لگاتی تھیں کہ میرے جیسے کمزوروں کیلئے انکی تاب کی طاقت نہ تھی آخر میں بھرے مجمعہ کو چھوڑ کر جنگل کیطرف نکل گیا اور کچھ فاصلہ پر کنج تنہائی میں بیٹھ گیا اور رو رو کر دعائیں کیں کہ خدایا تو جو بے سہاروں کا سہارا ہے تو جو بے امیدوں کی امید ہے تو جو اندھیری رات کی ظلمت کو پھاڑنے کیلئے سورج کو بھیجتا ہے تو جو لوگوں کو ظلمت اور ضلالت کے سیاہ اور تاریک گڑھوں سے نکالنے کے لئے ہدایت کے آفتاب نبی اور رسولوں کو بھیجتا ہے کیا تجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تو بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملا دے وہ آئیں اور میرے آقا اور محبوب کے پیالے اور دلربا اور معرفت سے لبریز کلام کو سنیں اور جسطرح ہم اس معرفت سے بھرے ہوئے کلام سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی بھی اس کلام سے سیر ہوں۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک میں علیحدگی میں اپنا دردِ دل نکالتا رہا۔ اسکے بعد میں پھر اٹھکر پنڈال میں آگیا۔ بہر حال ہمارا سالانہ جلسہ بفضل ایزدی ہر طرح سے کامیاب رہا۔ جناب خلیفہ رشید الدین صاحب منشی عبد العزیز صاحب پیر محمد صاحب۔ ماسٹر غلام محمد صاحب و دیگر دوستوں کی ساعی جمیلہ جو وہ مہمانوں کی خیر گیری لنگر خانہ وغیرہ کے انتظام میں لائے رہے قابل رشک ہیں۔ خصوصاً خلیفہ رشید الدین صاحب کی تگ و دو جو باوجود پیرانہ سالی کے مہمانوں کے آرام اور آسائش میں جوانوں سے بڑھکر دوڑ دھوپ سے کام لے رہے تھے اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے۔

ہاں مجھے اب ایک اور بات یاد آگئی۔ جس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا۔ کیونکہ مومن دلیر ہوتا ہے اور وہ کبھی حق کے کہنے میں کسی ڈر اور خوف کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور پھر مسلم بھی نومسلم اور نومسلم بھی احمدی اگر میں حق کے اظہار میں تامل کرتا تو مسلمان ہی نہ ہوتا۔ میرے مسلمان ہونے پر میرے سکھ دوستوں کو جنہیں رنج پہونچا ایک قلبی امر تھا۔ مجھے کو سا گالیاں دیں حتیٰ کہ قتل کی دھمکیوں سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ اس وقت ایک خاصہ پلندا میرے پاس گالیوں کے خطوط کا موجود ہے تو کیا وہ گالیاں اور قتل کی دھمکیاں مجھے حق سے باز رکھ سکیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر میں لوگوں کی گالیوں اور دھمکیوں کی پرواہ کرتا تو میں ہرگز ہرگز اسلام ایسی نعمت غیر مترقبہ سے مستفیض نہ ہو سکتا

## پھر اسکے آگے دوسرا درجہ آیا

اگر میں مسلمان ہو کر عام مسلمانوں میں چلا جاتا تو میں بھی عام نومسلموں کیطرح دنیا کا کیڑا بنکر رہتا۔ گلتا سڑتا ہو سکتا تھا۔ کہ دنیا کے لحاظ سے میں عام مسلمانوں میں فایدہ میں رہتا۔ مگر دین کے لحاظ سے میں سخت ٹوٹہ اور خسارہ میں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے جرأت دی دلیری دی۔ گو میں مسلمان تو عام مسلمانوں میں ہوا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے عام مسلمانوں سے نکالکر ایک ایسی جگہ لے آیا جہاں میں حقیقی اسلام کے پھل سے شیریں کام ہوا۔ اگر میں حق کے اظہار سے ڈرنے والا ہوتا تو کیا میں قادیان میں آکر اسلام کے میٹھے پھل سے بہرہ ور ہو سکتا۔ ہرگز ہرگز نہیں یہ ہو سکتا تھا کہ میں عام مسلمانوں میں رہ کر ہزاروں روپیہ کما سکتا تھا۔ مگر دین کے پہلو سے مجھے کبھی یہ مزا یہ سرور یہ آنند یہ راحت یہ فرحت نہ اٹھتے نا بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے حتےٰ کہ خواب میں بھی نصیب نہ ہوتی

KHILAFAT LIBRARY

## اس کے آگے اب تیسرا درجہ آیا۔

یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور فضل ہے کہ مولےٰ کریم نے میرے اخلاص اور عقیدت کو ضایع نہ کیا۔ گو میں قادیان میں سب سے پیچھے آیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے دینی خدمت کے لحاظ سے کسی سے پیچھے نا رکھا۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ورنہ کہاں میرے جیسا گنہگار اور کہاں دینی خدمت جیسی مقدس اور بے بہا نعمت۔ جب میں پہلے پہلے قادیان میں آیا۔ ایک سال مجھے قادیان آئے ہوئے ہو گئے۔ چونکہ میں خاموشی اور تنہائی کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اس لئے قادیان میں بہت ہی کم لوگوں کو معلوم تھا کہ محمد یوسف بھی کوئی قادیان میں رہتا ہے اور اسلئے بعض لوگوں نے یہ فتویٰ بھی جڑ دیا کہ محمد یوسف جو عام طور پر لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہو نہو شاید یہ دانیس سکھ ہو جائے۔

مگر خدا جو کسی کے اخلاص کو ضایع نہیں کرتا۔ وہ عالم الغیب ہستی جو ذرا ذرا سے واقف جسکی نظریں کھونٹا اور کھرا کبھی چھپ نہیں سکتا تو بھلا خدا جو غریبوں کی پشت و پناہ بے سہاروں کا سہارا ہے بھلا وہ کب پسند کر سکتا تھا کہ ایک مخلص جس نے اس کی راہ میں قدم مارنے کے لئے نہ خویش کو دیکھا نہ اقارب کو جہاں کا اور نہ وطن کی پرواہ کی وہ زیادہ دیر کیلئے لوگوں کی نظروں میں مشتبہ رہے اسکی عزت نے ایک ہاتھ دکھلایا۔ انہیں دنوں گورو ہر سہائے میں جو سکھوں کا ایک مشہور و معروف مقام ہے وہاں سکھوں کی چند کتابوں کے دیکھنے کیلئے حضرت مسیح موعود نے چند دوستوں کو بھیجا۔ حضرت صاحبؑ ان ایام میں چشمہ معرفت لکھ رہے تھے۔ چشمہ معرفت میں گورو ہر سہائے میں قرآن کریم کا ذکر لکھتے وقت حضرت اقدس کی خواہش ہوئی کہ سکھوں پر اتمام حجت کیخاطر فرید شلوک وغیرہ بھی لکھے جاویں۔ بعض لوگوں نے پتہ دیا کہ یہاں ایک محمد یوسف نامی کوئی نومسلم رہتا ہے جو شاید گورمکھی کی شدبد رکھتا ہو۔ شاید وہ شلوک نکالدے۔

---

حضرت اقدس نے مجھے بلا کر فرمایا کہ ہم سکھوں کے متعلق ایک کتاب لکھ رہے ہیں اور تم کچھ شلوک بابا نانک کے اسلام کے متعلق سکھوں کی کتابوں سے نکالدو۔

میں نے اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کیا۔ سکھوں کی کتابیں لیکر بیٹھ گیا۔ رات اور دن ایک کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے میری امید سے بڑھ کر خوشی اور کامیابی دی۔ میں دوسرے ہی روز ایک خاصہ پلندا حضرت بابا نانک کے شلوکوں کا لیکر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور بابا نانک کے اسلام کے متعلق بین شہادتیں دیکھکر باغ باغ ہو گئے۔ فرمایا اور نکالو۔ انہیں دنوں میں بعض شلوکوں کے معانی لکھنے کیلئے حضرت اقدس نے مجھے اندر بلا فرمایا۔ میں آکر سیڑھیوں پر کھڑا ہو گیا اور اندر اطلاع دی۔ حضور بنفس نفیس تشریف لائے۔ میں ابھی اس فکر میں ہی تھا کہ السلام علیکم کی لئے پیشقدمی کروں مگر حضور نے مجھے موقعہ نہ دیا اور میری صورت دیکھتے ہی السلام علیکم کی دعا خیر سنے یاد فرمایا اور مجھے اندر لیگئے۔ آگے پیر منظور محمد صاحب تشریف فرما تھے مجھے دیکھتے ہی پیر صاحب میرے بیٹھنے کیلئے پیڑھی لائے اور میں پیڑھی پر بیٹھنے ہی کو تھا کہ حضور نے مجھے اپنے ساتھ ہی چارپائی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا اور فرمانے لگے۔ کہ ان شلوکوں کا مطلب لکھدو۔ پھر حضور نے وہ کل شلوک چشمہ معرفت کے آخیر میں درج کر دیئے اور فرمایا ہماری یہ خواہش ہے کہ سکھوں میں گورمکھی میں ٹریکٹ لکھکر کثرت سے تقسیم کئے جائیں۔ اور پھر ہیڈ ماسٹر صاحب کو یہ لکھدیا کہ محمد یوسف کا نصف وقت قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے مدرسہ سے فارغ کیا جاوے۔ اگرچہ اس کے بعد سکول والوں نے بجائے نصف وقت کے خالی کرنے کے سکول سے میرا تمام وقت ہی خالی کر دیا۔

خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ اگر حضرت اقدس زندہ رہتے۔ تو مجھے دین دنیا میں فائز المرام ہونے کی بہت کچھ امیدیں تھیں

بہر حال وہی لوگ جو مجھے کچھ دن پہلے اشتباہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ . . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

حضرت اقدس کو خاکسار پر اس قدر مہربان پاکر نظر رشک سے دیکھنے لگے۔

حضرت اقدس کے وصال کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول نے خاکسار اور چند اور دوستوں کو فرمایا کہ سکھوں کیلئے کچھ ٹریکٹ اور کتابیں لکھو۔ خاکسار نے تو ایک ماہ کے اندر اندر ایک ضخیم کتاب لکھکر حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردی۔ جو بعد ازاں اظہار حق کے نام سے صدر انجمن احمدیہ نے چھاپی۔ مجھے دوسرے دوستوں کا علم نہیں کہ انہوں نے کون کون سی کتابیں لکھیں۔ میں دن کو سکول میں پڑھاتا۔ اور رات کو اظہار حق کا مضمون لکھا کرتا تھا۔ بہرحال یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے مجھے یہ خدمت کرنے کا موقعہ دیا۔

KHILAFAT LIBRARY

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے اردو۔ ہندی۔ گورمکھی وغیرہ میں نانک پنتھیوں اور آریوں کے لئے ٹریکٹ وغیرہ لکھے گئے اور سکھوں وغیرہ میں اللہ تعالےٰ نے میرے کام کو ایک خاص قبولیت بخشی۔ یہ دو سال کی بات ہے کہ ایک سکھ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں علیحدگی میں آپ سے کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دو آدمی دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو باہر بھیجدیا۔ اس کے بعد اس سکھ نے کہا کہ اگر آپ کسی سے ذکر نہ کریں تو میں ایک بات کہتا ہوں۔ میں نے وعدہ کیا کہ سوائے اپنے گورو کے اور کسی سے ذکر نہیں کرونگا۔ آخر کچھ ردّوکد کے بعد اس نے یہ کہا کہ مجھے سکھوں کے فلاں عظیم الشان آدمی نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر آپ کو یہاں ڈیڑھ صد روپیہ کی آمدنی ہے تو ہم تین صد روپیہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ مگر آپ والیں سکھ ہو جائیں میں نے ان کو جواب دیا کہ آپ مقام منتخب کریں۔ وہاں میرا اور آپ کا مباحثہ ہو۔ اگر میں یہ ثابت کردوں کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ تو آپ لوگوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ آپ بھی مسلمان ہو جاویں۔ اور اگر آپ یہ ثابت کردیں۔ کہ بابا صاحب ہندو تھے۔ تو گویا آپ نے مجھ پر اتمام حجت کردی اس نے شکریہ کہا کہ میں ان سے مشورہ کرکے پانچ سات روز تک آپ کو اطلاع دونگا۔ پانچ سات روز کے بعد پھر وہ واپس آیا اور کہا کہ وہ مباحثہ کرنے کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ ویسے اگر آپ کو یہاں دو صد کی آمدنی ہے تو ہم آپکو چار صد دینے کیلئے تیار ہیں۔ میں نے شکر جواب دیا کہ جو آج دو سو کی خاطر سکھ سے مسلمان بن سکتا ہے۔ وہ کل چار سو کیلئے یا کسی اور کی خاطر سکھوں سے عیسائی بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے فضول آدمی سے آپ کو کیا فائدہ اسے یہ معقول بات دل لگی سکھ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد ایک اور اس سے بھی زیادہ موقع امتحان کا آیا۔

گذشتہ سے پیوستہ سال میں مسلمانوں کی ایک عظیم الشان ریاست کے رکن نے مجھے ایک خط لکھا اور فرمایا کہ آریوں اور سکھوں کے متعلق کام کو ہم سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس کار خیر کیلئے ریاست سے ایک معقول رقم بطور اعانت کے دلا دوں مگر جب تک آپ قادیان میں ہیں میں آپ کو یہ اعانت نہیں لا سکتا۔ کیونکہ ایسی حالت میں جب ریاست کے سامنے میں آپکی اعانت کا سوال پیش کرونگا تو ریاست یہ ضرور خیال کریگی کہ ہو نہ ہو یہ بھی قادیانی ہی ہے اسلئے اگر آپ اپنے اخبار کو لاہور وغیرہ جگہ پر لیجائیں تو میں آپ کو ریاست کی طرف سے معقول اعانت دلا سکتا ہوں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ناتھ رنگنے کیلئے میرے سامنے یہ سنہری موقعہ تھا۔ مسلمان بھی رہ سکتا تھا لوگوں کی نظروں میں احمدی بھی رہ سکتا تھا۔ اور اس سنہری گنگا سے اشنان بھی کر سکتا تھا۔ مگر ایک طرف روپوں کا ڈھیر تھا۔ دوسری طرف ایمان کا خزانہ تھا۔ بھلا یہ کب اور کیسے ہو سکتا تھا کہ میں پانچ یا سات ہزار کی خاطر بعض لوگوں کی نظروں میں خیر احمدی بنوں۔ اور وہ جگہ کہ میں اٹھا تھا۔ جس نے مجھے آنکھیں دیں میں بولتا جس نے مجھے ہاتھ دیئے۔ میں لکھتا جس نے مجھے پاؤں دیئے۔ میں گورنگا تھا جس نے مجھے زبان دی کیا ایسی بے بہا اور مقدس جگہ کو چند ہزار روپوں کی خاطر جو ابدوں میں نے صاف انکار لکھ دیا۔ کہ اس غرض کو لیکر میں ہرگز ہرگز نہ اٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے تھے کہ خواب میں بھی قادیان چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوں اور ہرگز نہیں ہوں۔

تو پہلا کیا جو حق کی خاطر اپنے والدین اور بیوی و اقارب کی پرواہ نہ کرتا ہوا مسلمان ہو۔ جو حق کی خاطر مسلمان سے احمدی بنا ہو۔ جو حق کی خاطر ہر طرح کے لالچ اور طمع کو خاطر میں نہ لایا ہو۔ جس نے حق کیخاطر پانچ سات ہزار روپیہ کو حق کے مقابلہ میں ہیچ اور تچھ سمجھا ہو۔ جس نے حق کیخاطر اپنے اور بیگانوں کی پرواہ نہ کرتے اپنے سر کو پیارے محمود خلیفہ ثانی کے چرنوں میں رکھ دیا ہو۔ تو اب بھلا وہ حق کیلئے ایسے یا ویسے آدمی کی مزاحمتی کی کیا پرواہ کر سکتا ہے

اور وہ ایک حق اور اصولی امر کو ظاہر کرنیکے لئے طرفۃ العین کیواسطے بھی زید یا بکر کو خاطر میں نہیں لا سکتا۔ میں جلسہ کے ناظموں کی خدمت میں کمال ادب و دلیری سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اپنے سالانہ اجتماع میں بلاوجہ اور بلاسبب زید کی نسبت بکر کو ترجیح دینا اور کالے اور گورے کی تفریق کو روا رکھنا کیا یہ اسلامی شیوہ ہے؟ کیا انصاف اسی کا نام ہے کیا اخلاق علوی اور کریم النفسی اسی کو کہتے ہیں؟ اور پھر جب بفضل ایزدی ان کا کام اور تبلیغی جوش ہر کہ و مہ میں ہر دلعزیزی اور قبولیت حاصل کر رہا ہو اور غیر احمدیوں تک انہیں اسلام کیلئے مفید اور بفضل ایزدی کامیاب واعظ سمجھکر بلاتے ہوں اور پھر ان کے لیکچر بلحاظ کامیابی و رقابت کے غیر احمدی اعظمین پر خاص فوقیت حاصل کر چکے ہوں اور عوام الناس پر احمدیت کا دبدبہ اور شوکت بٹھلانے میں بفضل ایزدی ہر طرح کامیاب ثابت ہو چکے ہوں اور جہاں جہاں لیکچر ہوئے ہوں وہاں وہاں بفضل ایزدی کچھ نہ کچھ احمدیوں کا اضافہ بھی ہوا ہو۔ اور غیر احمدیوں تک انہیں کارآمد اور مفید واعظ جانکر ایجی ٹیٹ فارم کی زینت قرار دیں۔ مگر آپ لوگوں کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس اور منافی ہو تو کیا اسکا یہ نتیجہ نہیں کہ آپ لوگ انہیں عمداً حصول ثواب سے دور رکھنا چاہتے ہیں تو کیا یہ بخل کبھی ان لوگوں کیلئے جنہیں آپ بخل کا شکار بنانا چاہتے ہیں باعث حصول ثواب ہو سکتا ہے؟ ہم حاضر ناظر جان کر اس کا جواب دیں۔

---

کیا یہ بخل عملی طور پر اسکا انکشاف نہیں کرتا کہ ان لوگوں کی خدمات اور حسن ارادت کو ہیچ سمجھا گیا۔ ہر انسان کچھ نہ کچھ رگ حمیت اپنی بساط میں ضرور رکھتا ہے اور ایک مجاہد انسان زیادہ دیر کیلئے خدمت دین سے جدا نہیں رہ سکتا۔ ایک طرف ہم اس بات کے شاکی ہیں کہ اسلام کی ترقی نہیں ہوتی دوسری طرف جو لوگ دلی عقیدت اور خلوص قلب سے ہم میں ملیں اور پھر اللہ تعالےٰ ان سے کام لیکر ان کے خلوص عقیدت کو کامیابی رنگ میں ظاہر بھی کر دے اور پھر ہم لوگ کوریاں سے نہیں مگر عملی طور پر ان کو ثواب سے محروم رکھنے کے کوشاں ہوں تو گویا دوسرے الفاظ میں عملی طور پر ان کے احساس اور جذبات کو کچل دینا نہیں کہ نہیں ثواب سے دور رکھنا مقصود ہے۔ کام کرنے والی طبیعتوں کو ہم کہاں تک دبا سکتے ہو جتنا دباؤ گے اتنا ہی ابھریں گی۔

آہ افسوس ایک طرف تو ہم اس امر کے شاکی ہیں کہ کام کرنیوالوں کی قلت ہے۔ دوسری طرف کام کرنیوالوں کے کام کو جان بوجھکر دبا کر عملی طور پر انہیں ثواب سے محروم کرکے ان کے قلوب کو مجروح کریں آہ! افسوس! ہمنے مانا کہ ہم میں سے بعض لوگ چوٹیں لگانیکے ایسے دھنی ہیں کہ وہ ایسے مضبوط دلوں کو بھی جنہیں حق کیلئے کسی چیز کی پرواہ نہ کی ہو۔ حق کیلئے مسلمان سے احمدی اور پھر حق کیلئے ہی قادیان کو اپنا ملجا و ماوٰی سمجھیں اور پھر حق کیلئے ہی دوسرے خلیفہ کی بیعت کریں اور پھر حق کیلئے ہی خلیفہ ثانی کے قدموں میں اپنے آپ کو رکھدیں

انکی چوٹیں ایسے مضبوط یا پتھر دلوں کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھ دیں تو یہ کونسی بہادری ہے؟

ع

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

# اخبار نور قادیان!

## مورخہ ۳ جنوری ۱۹۱۵ء

## اسلام کو برہمن دھرم کی آمیزش سے بچاؤ!

پیارو قبل از اسلام ہم دیکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان پر طرح طرح کے ستم اور ظلم بپا کئے جاتے تھے۔ جب ہم ہندوستان کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو مارے سہم اور ڈر کے ہمارے جسم تھرتھرا جاتے ہیں۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان پر کسطرح اور کیسے ستم اور ظلم بپا کرتا تھا۔ اور کس طرح ایک برہمن صرف برہمن ہونیکے لحاظ سے شودر کو کالی مرچ کی طرح اپنے بوٹ کی ایڑی تلے رگڑنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔ حقیقت میں قبل از اسلام بنی نوع انسان کی حالت بہت گر چکی تھی۔ اور ایک آدمی دوسرے آدمی پر محض خیالی ذات کے گھمنڈ پر اسے ہاتھوں میں لیکر مسلنے اور پاؤں میں لیکر کچلنے کا حق رکھتا تھا۔ اور اس دکھ آفرین حالت کا تھوڑا سا نقشہ سامنے لانے کے لئے اس پراچین پستک کا مطالعہ کرنا چاہیئے منوادھیائے چھ شلوک ۳۸ میں لکھا ہے۔ خواہ احمق یا دانا ہو برہمن سے بڑھکر اور کوئی دیوتا نہیں۔ پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں آگے چلکر لکھا ہے کہ برہمن اگر چوری کرے تو اس کو تنزانہ دے۔ آہ! صرف اسی پر ہی بس نہیں ہے۔ منوادھیائے شلوک ۱۱ میں لکھا ہے کہ برہمن بدچلن بھی قابل پرستش ہے اور شودر متقی اور پرہیزگار ہونے پر بھی قابل نفرت ہے آہ!!!۔

آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بنی نوع انسان پر کیا کیا ستم توڑے جاتے تھے۔ ابھی اسی پر ہی اکتفا نہیں ذرا آگے چلکر ملاحظہ فرمائیے:۔ برہمن جتنی زمین پر چاہے قبضہ کرلے کوئی اس سے محصول نہ لے۔ برہمن ویدوں کے خلاف چلتا ہوا بھی دیوتا ہی ہے" دیکھو پراسپر سنہتا ادھیائے ۲۔

اب برہمن کے مقابلہ میں ذرا شودر کی درگت اور بدحالی بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

"شودر کو عقل نہ دو۔ شودر کو دھرم کا اپدیش نہ کرو"

منوادھیائے ۴ شلوک ۱۰۔ آہ صرف اسی پر ہی بس نہیں آگے چلکر ذرا اور ملاحظہ فرمائیے۔

"پاؤں سے پیدا شدہ شودر اگر برہمن کو کوئی ایسا ویسا لفظ کہے تو اسکی زبان نکال دینی چاہیئے" آہ! منوادھیائے ۴ شلوک ۱۔

آہ! صرف اس پر ہی بس نہیں ہے۔ آگے ذرا اور دیکھئے کہ ایک گروہ کے کمزور ہونے پر کیا کیا ستم توڑے جاتے تھے "اگر شودر برہمنوں کا نام لیکر بلائے۔ تو دس انگل لانبا لوہے کا کیلا جلتا بلتا اس کے حلق میں ٹھونس دو۔ اور اگر شودر برہمن کو نیکی کی ہدایت کرے تو راجہ اس کے منہ اور کانوں میں ابلتا ہوا تیل ڈالدے۔ منوادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱۔

پیارو! کیا آپ سمجھتے ہونگے کہ ابھی بس ہوگئی نہیں نہیں آگے اور ملاحظہ فرمائیے "شودر اپنے جس جس عضو سے برہمن کی طرف دیکھے یا اشارہ کرے۔ اس کا وہی وہی اعضا فوراً کاٹ دینا چاہیئے" منوادھیائے ۸ شلوک ۲۷۹۔

آہ! صرف اس پر ہی اکتفا نہیں ہے۔ آگے ذرا اور ملاحظہ فرمائیے" باوجود قابل ہونیکے بھی شودر روپیہ جمع نہ کرے۔ اگر شودر عبادت کرے تو اسے مار دینا چاہیئے" انترنہتا انگ انترنہتا ادھیائے ۵۔

پیارو دیکھو اور غور کرو۔ کہ بنی نوع انسان پر صرف کمزور ہونیکے باعث کیا کیا سختیاں اور ظلم روا رکھے گئے۔ اس ناروا تعلیم کا علمی اثر کیا ہوا۔ جگہ تنگ اور مضمون کی طوالت مانع ہے ورنہ ہندوں کے مسلمہ شاستروں سے ایک ایک بات کو لیکر اس پر کما حقہ روشنی ڈالتا کہ صرف کمزور ہونیکے سبب بنی نوع انسان کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھے گئے۔ اور آخرکار ہندوستان کی اوج موج اور ہندوؤں کی شاندار حالت کو یہ بھوں کی خود ساختہ تعلیم برباد کرنے کا موجب بنی۔ پیارو سمجھ سکتے ہو کہ سخت گیری زیادہ دیر کے لئے نہیں ٹھہر سکتی۔ مایا کی نشکلک زیادہ دیر کے لئے اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں میں بہتریں چلک نہیں دکھا سکتی۔ ملمع زیادہ عرصہ کیلئے سونا نہیں رہ سکتا۔ جرمن سلور زیادہ دیر کیلئے اصلی چاندی نہیں بن سکتی۔ آخر بنی نوع انسان کی اس چیخ و پکار کی آہیں اور آوازیں آکاش اور فضاء کو چیرتی ہوئیں فلک الافلاک تک پہونچیں دنیا میں ایک زلزلہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے بنی نوع کو اس ظلم اور ستم سے نجات دلانے کیلئے عرب کے ظلمت آلود قطعہ اور ریگستان سے ایک چمکتا ہوا سورج پیدا کیا۔ جو دنیا کو اندھیر اور ظلمت کدہ سے نکال کر روشنی میں لایا۔ اور اس روشنی میں لوگوں نے اپنے کمزور بھائیوں کو دیکھ کر اپنے دلمیں سوچا کہ جن لوگوں کے ساتھ ہم درندوں کی طرح سلوک کرتے ہیں یہ بھی ہماری طرح کے ہی انسان ہیں۔ ہمارے مذامت اور شرم کے انہوں نے اپنے گریبان میں منہ ڈال لیا۔ اسلام نے بنی نوع انسان کو ذلت آفرین حالت سے نکال کر تہذیب اور اخلاق کی اٹاری پر کھدیا۔ قبل از اسلام لوگ اپنی زور آوری پر اترانے اور کمزوروں کے ساتھ درندوں سے بھی بڑھ کر سلوک کرتے تھے۔ ایک کمزور زبردست کے نزدیک اس لئے گردن زدنی تھا۔ کہ وہ کمزور ہے ان کے سامنے یہ ظلم آلود مالو تھا کہ کمزور مچھلی زبردست مچھلی کے لقمہ کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے عرب میں ایک ایسا آفتاب پیدا کیا۔ جس نے دنیا کو اس ظلم آفریں اور ستم شعار اور جفا پیشہ حالت سے نکالکر انسان کو انسانیت کا سبق دیا۔ اور دنیا کے سامنے انسانیت کا علم بلند کیا۔ ممکن ہے بعض دوست جو بدقسمتی سے انسانیت کے حقیقی معنوں سے ناآشنا ہیں۔ وہ مساوات کے اس زریں اور بہترین اصول کو جسے اسلام نے بصد خوبی لوگوں کے سامنے رکھا گھبرائیں۔ میرے ان دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مساوات کے وہ معنے نہیں ہیں۔ جو عام لوگ سمجھ رہے ہیں۔ اسلام ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا والی مساوات لوگوں کے سامنے نہیں رکھتا۔ اسلام بالاخانہ کی اینٹ گندی نالی کے لئے اور گندی نالی کی اینٹ بالاخانہ میں لگانے کی ہدایت نہیں کرتا۔ اگر بعض دوستوں نے مساوات کو ایسا سمجھا ہے تو اس میں بے چارہ مساوات کا کیا قصور۔ پیارو حقیقی مساوات یہ ہے۔ کہ اگر ایک انسان آج مسلمان ہوتا ہے اور وہ اپنے تقویٰ اور طہارت سے اپنے آپ کو مومن ثابت کر دیتا ہے تو بتلاؤ اب قدیمی مسلمان اور جدید مسلمان میں کیا فرق رہے جائیگا اگر ایک نومسلم اپنے تقویٰ اور طہارت سے قدیمی مسلمان کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس نومسلم کو شودر سمجھکر اس لئے اس کے منہ میں منوجی مہاراج کے اصول کے مطابق دس انگل لانبا لوہے کا جلتا بلتا کیلا ٹھونسنے کیلئے تیار ہو جائینگے۔ کہ وہ نومسلم ہے۔ تو بتلاؤ پھر تم میں اور برہمن اقوام میں کیا فرق رہ جائیگا۔ اور آپ لوگوں کے سامنے اسلام کی کونسی خوبی پیش کر سکتے ہیں۔ اور ایک نومسلم کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مسلمان ہو کر ایک طرف ہندوؤں کے نزدیک بھرشٹ بنے (کیونکہ ہمارے دوست اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں گے کہ عام ہندو مسلمانوں کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمان کے ساتھ کا چھوا ہوا کھانا کسطرح بھرشٹ سمجھکر پھینک دیتے ہیں) اور دوسری طرف قدیم مسلمانوں کے نزدیک بھی بھرشٹ رہ کر جوتیاں چٹخاتا پھرے۔ اور مسلمان اس وجہ سے اس بے زر بے گھر۔ بے در۔ بے پر۔ کو دیکھ کر دور باش دور باش کا نعرہ بلند کریں کہ وہ نومسلم ہے اور ایک نومسلم کی شادی اور رشتہ ناطہ سے اس لئے جواب دیدیں کہ وہ نومسلم کیوں ہوا۔ اور بجائے

KHILAFAT LIBRARY

بہترین سلوک کے اس کے ہاتھ ایک گیدڑ والا پروانہ دیکر اور در در کے بھیک مانگنے کا راستہ بتلا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں تو بہ توبہ یہ ستم یہ جفا یہ ظلم آج تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں کونسی سوسائٹی زیادہ دیر کے لئے روادار کہہ سکتی ہے بیشک جہات ازم میں یہ تمام باتیں جائز ہوں تو ہوں مگر اسلام تو اس لئے دنیا میں پیدا ہوا کہ ایسی برائیوں ایسی ظلم آفرینیوں سے بنی نوع انسان کو نکال کر انسان کو انسانیت کی حالت میں لایا جاوے۔ اسلام اگر برہمن ازم کی تعلیم دیتا تو اسلام اپنی جگہ سے بالشت بھر بھی آگے نہ سرک سکتا کیونکہ برہمن ازم کا تو پہلے ہی کافی سے بڑھکر پرچار ہو رہا تھا اسکے لئے اسلام کی کیا ضرورت تھی۔ اسلام تو حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنانے کے لئے آیا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آج کوئی شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ بلند کر کے مسلمان ہوتا ہے (باقی رہا یہ امر کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوتا ہے یا نہیں تو سوائے غیب دان خدا کے اور کون اس امر کی گواہی دے سکتا ہے) تو وہ بھی اسی صف میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے جس میں ایک شہنشاہ کھڑا ہے۔ کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا اس نومسلم کو اگلی صف سے پکڑ کر پچھلی صف میں کھڑا کر نیکا اس لئے حوصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ نومسلم ہے۔ جو تیس پارے قرآن کریم کے ایک بادشاہ کیلئے ہیں وہی تیس پارے قرآن کریم کے ایک نومسلم کیلئے۔ یہ نہیں کہ بادشاہ تو تیس سیپارے قرآن کریم کے پڑھ سکے۔ اور نومسلم صرف ایک پارہ ہی پڑھنے کا حقدار ہو۔ بیشک سنسکرتی میں یہ بات جائز ہے کہ دیر برہمن ہی پڑھیں۔ اور اگر شودر ویدوں کے پڑھنے کا نام لے تو اسکی زبان کھینچ لو۔ مگر پیارے اسلام میں یہ باتیں جائز نہیں ہیں یہ نہیں کہ ایک قدیمی مسلمان تو وضو کرتے وقت منہ ہاتھ پاؤں دھوئے اور ایک نومسلم صرف تیمم پر ہی اکتفا رکھے۔ سمرتی میں تو یہ جائز ہے کہ منہ دھونے کا حق صرف شادی شدہ کو ہی ہے بیوہ کے لئے ہمیشہ چوٹیل بنے رہنا چاہیئے۔ مگر اسلام ہرگز ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا اگر قدیم مسلمان وضو کے وقت منہ ہاتھ پاؤں دھونے کا حق رکھتا ہے تو ایک نومسلم اس سے بدرجہ ادنے رکھنے کا مستحق ہے۔

یہ نہیں کہ ایک قدیم مسلمان تو اپنے نام صلاح الدین رکھ لے اور ایک نومسلم بجائے صلاح الدین کے رلدو اور گھسیٹا رکھے۔ کسی خانہ ساز مذہب میں ایسی باتیں جائز ہوں تو ہوں۔ مگر اسلام جو خدا کی طرف سے ہے ایک آن واحد کے لئے بھی اسکی اجازت نہیں دیتا۔ یہ تو روزانہ دستور العمل ہے جو روز مرہ ہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔

اس کے لئے نہ ہمیں دلایل کی ضرورت ہے اور نہ شواہد کی حاجت۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے بزرگان اسلاف کا کیا دستور العمل تھا۔ آیا وہ بھی ہماری طرح نومسلموں کو اس لئے ذلت آفرین حالت میں رکھتے تھے۔ کہ وہ بدقسمتی سے نومسلم ہیں۔ یا ان کے ساتھ اپنوں جیسا؟ نہیں نہیں اپنوں سے بھی بڑھ کر سلوک کرنے کے لئے تیار اور آمادہ تھے۔ اور اس لئے کہ ایک انسان اپنے گھر بار اپنے رشتہ داروں اپنے اقارب کو ایک پیارے اسلام کی خاطر چھوڑ کر آتا ہے اسے اپنے گوشت کا پوست سمجھ کر چھاتی سے لگانے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ بزرگان اسلاف کے دستور العمل کا تو میں پیچھے ذکر کرونگا۔ اگر ہم عام حالت کو لیں اور ایک انسان سے انسانیت کا مطالبہ کریں تو ہرگز ہرگز کوئی مہذب قوم کسی نووارد کو نوواردہ سمجھکر بجائے اس کی تالیف قلوبی کے دھکے دیکر نکالنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔ اگر پالیٹکس میں یہ باتیں جائز ہوں تو ہوں مگر خدائی دین میں یہ باتیں کبھی قبولیت حاصل نہیں کر سکتیں اگر خدائی دھرم میں بھی بجائے اعمال کے کالے گورے کی تفریق ہو تو بتلاؤ پالیسی ازم اور خدائی دھرم میں کیا فرق رہجاتا ہے اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے بزرگان سلف کا کیا دستور العمل تھا۔ آیا وہ بھی ہمارے بعض دوستوں کی طرح نومسلموں کو دیکھکر دور باش دور باش کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ ایک بے زر بے در۔ کے گھر کو جس نے محض خدا اور اس کے رسول کے لئے یہ باتیں برداشت کیں۔ اسے اپنے گوشت کا پوست سمجھکر اپنی چھاتی سے لگانے کے لئے تیار ہوئے تھے۔

## مدینہ منورہ کا پہلا امام

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کلکم بنو آدم و آدم من تراب (تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں) نے فخر الانساب کی بنیاد گرا کر اونی اعلیٰ کالے گورے کو بالکل مساوی درجہ پر پہونچا دیا ہے اور ذمۃ المسلمین واحدۃ یسعیٰ بھا ادناھم (یعنی سب مسلمانوں کی ذمہ داری اور معاہدہ ایک ہے ادنیٰ ترین فرد بھی اگر کسی کو اپنی ذمہ داری سے لیگا وہ سب پر لازم ہوگی) نے فرا خلی سے مساوات کی تعلیم دیکر حر و عبد کی تمیز اڑا دی اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ (یعنی سب سے زیادہ شریف کریم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ جس شخص کا عمل اس کو پیچھے کر دے نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا) نے بے دلیل دعووں کو اور فرضی مرتبوں کو تلک امانیھم (یہودی لوگ کہتے تھے کہ ہم خدا کے عزیز و اقارب ہیں ہم کو عذاب نہیں دیگا۔ خدا نے فرمایا کہ یہ ان کی بے سند اور باطل آرزوئیں ہیں ان سے کوئی کام نہیں نکلتا) کا مصداق بنا کر باطل کر دیا ہے۔

اس اصول مساوات کا اثر اسلام کے بے شمار احکام اور واقعات میں ظاہر ہو رہا ہے۔ مناسب ہوگا کہ انہیں واقعات میں سے ایک اچھا نمونہ اور منظر آپ ملاحظہ فرمائیں۔

خشک پہاڑوں کے درمیان میں سرسبز نخلستان والی ایک غیر مشہور بستی میں (جس کو اشرف البلاد اور مدینہ منورہ کا خطاب عطا ہو کر انتہائی عظمت و شہرت نصیب ہونیوالی ہے) آفتاب ہدایت طلوع ہونیکے قریب ہے۔ ہادی برحق رحمۃ اللعالمین کی آمد آمد ہے۔ صبح صادق کی طرح روشنی بڑھتی جاتی ہے اس نورانی حالت میں غور سے دیکھئے خالص خدا کو پوجنے والے سیدھے سادے عربوں کی مختصر جماعت پاک صاف زمین پر بیت المقدس کی طرف منہ کئے صف بستہ ہے (خانہ کعبہ کیطرف منہ کرنے کا حکم دوسرے سال میں ہوا ہے) اللہ اکبر کی آواز پر کبھی جھک جاتے ہیں۔ اور کبھی سربسجود ہو جاتے ہیں اس تقدس جماعت کے بہت سے حضرات سے تو آپ واقف نہیں۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ جیسا عالی مرتبہ شخص کہاں مخفی رہ سکتا ہے تمام صف میں ان کی گردن سب سے بلند ہے۔ مگر دیکھئے کیسے ادب سے اپنے معبود کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ اب ذرا امام کو پہچانئے جسکی آواز پر ایسے جلیل القدر افراد بھی سربسجود ہونا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ دیکھئے سالم بن معقل ہیں۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام۔ پھر دیکھئے اسی مبارک بستی کو حضور اقدس صلعم کی تشریف آوری کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔ آفتاب نور ہدایت بلند ہو کر دور دور نور افشانی کر رہا ہے۔ بستی سے کسیقدر فاصلہ پر مسجد قباء[1] میں جماعت ہو رہی ہے خوش آواز امام خدائے تعالےٰ کا کلام سنا کر مقتدیوں کو دنیا و مافیہا سے بیخبر بنا رہا ہے۔ خضوع خشوع سے بھری ہوئی جماعت سکوت و صامت کھڑی ہے۔ افضل المہاجرین بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں اور انہیں کے دوش بدوش حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی!

خوش آواز امام کو آپ نے پہچان لیا ہوگا وہی ہیں حضرت حذیفہ

[1] قباء مدینہ منورہ سے تین میل ایک مختصر بستی ہے جس میں انصار کا قبیلہ بنی عمرو بن عوف رہتے تھے۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے جو اصحاب مدینہ میں آ گئے تھے وہ یہیں ٹھہرے تھے اور ایک مسجد نماز کیلئے بنائی تھی۔ حضور جب ہجرت کر کے آئے تو اول یہاں ٹھہرے اور اسی مسجد میں نماز پڑھائی قرآن مجید اور احادیث میں اس مسجد کی فضیلت و تعریف وارد ہوئی ہے

KHILAFAT LIBRARY

رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سیدنا سالم بن معقل۔

سالم رضی اللہ عنہ اہل فارس میں سے تھے۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بی بی ثبیتہ انصاریہ کے غلام تھے۔ ثبیتہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خالصاً لوجہ اللہ آزاد کر دیا تھا (اس علاقہ سے اس کو ابو حذیفہ رضؓ کا مولیٰ کہتے تھے۔ نیز اسلئے کہ ابو حذیفہ رضؓ سے انہوں نے عقد موالات[1] کر لیا تھا) ان کے عجمی یا غلام ہونے پر کسی موقعہ میں نظر نہیں کی گئی۔ بلکہ حفظ قرآن کریم میں بہت بڑا درجہ رکھنے کی وجہ سے (جو اعلیٰ ترین سرمایۂ علم و فضل ہے) اور تقویٰ و عمل میں بھی السابقون السابقون اولئک المقربون کا مصداق ہونے کے سبب سے نہایت ہی خالص عرب اور اعلیٰ درجہ کے شریف النسب حضرات کے ہمسر بلکہ ہزاروں سے افضل سمجھے گئے۔ اور ان کی یہ حیثیت اور لحاظ مساوات خالص دینی امور و عبادات ہی میں منحصر نہیں رہی۔ بلکہ ایسے معاملات میں کہ جہاں بڑے بڑے راسخ العقیدہ لوگوں کا قدم عمل لغزش کر جاتا ہے۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوت عملیہ کا ثبوت دیا۔ (اپنی بھتیجی فاطمہ دختر ولید سے انکا نکاح بھی کر دیا۔ جو قبیلہ قریش کی بہترین لڑکیوں میں شمار ہوتی تھیں۔

لوگ ان کو ابو حذیفہ رضؓ کا بیٹا سمجھتے تھے اور انہیں کا بیٹا کہکر پکارتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے ادعوا لآبائھم (قریش متبنی کو متبنی کرنے والے کا بیٹا کہکر پکارتے تھے۔ مثلاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبنی زید بن حارثہ کو کہتے تھے۔ زید بن محمدؐ۔ اور سالم کو کہتے تھے سالم بن ابی حذیفہ رضؓ۔ حتی تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ واقعی باپوں کے نام سے پکارو۔ اگر باپ کا نام معلوم ہو۔ تو یوں کہو کہ فلاں کا مولےٰ مثلاً سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضؓ وعلیٰ ہذا القیاس نازل فرما کر اسکی ممانعت کر دی۔

سالم رضی اللہ عنہ نہایت ہی خوش آواز قاری تھے۔ ایک مرتبہ رات کو عائشہ رضی اللہ عنہا دیر میں مکان پر واپس ہوئیں۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت کیا۔ بعض لوگوں نے غلطی سے اس حدیث کا ترجمہ منقلب کر دیا۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضؓ نے سبب دریافت کیا تو عرض کیا کہ ایک خوش آواز قاری قرآن مجید پڑھ رہا تھا وہاں ٹھہر گئی تھی۔ اور قاری کے خوش آواز ہونے کی بہت تعریف کی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم چادر مبارک اوڑھکر باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ فارسی سالمؓ ہیں۔ آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ الحمد للہ الذی جعل فی امتی مثلک (یعنی خدا کا شکر ہے جسنے میری امت میں تجھ جیسے لوگ پیدا فرمائے) قرآن مجید کے متعلق سالم رضؓ کا کمال اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جن منتخب حضرات سے صحابہ رضؓ کو قرآن مجید حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ ان میں سالم رضؓ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چار شخصوں سے قرآن مجید سیکھو۔ ابن مسعود۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم اجمعین (یہ حدیث بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی میں ہے)

اہل سیر تعجب سے کہتے ہیں کہ سالم چار طبقوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مہاجرین میں۔ انصار میں۔ قریش میں۔ اہل عجم میں۔

مہاجرین میں اس لئے کہ ابو حذیفہ اعلیٰ درجہ کے مہاجرین اور یہ کہ انکے متبنی و مولیٰ تھے۔ اور ہر طبقہ کے مولیٰ عرفاً بلکہ شرعاً بھی اسی میں شمار ہوتے ہیں۔

انصار میں اس لئے کہ ابو حذیفہ رضؓ کی زوجہ جو اُن کے آزاد کرنے والی انصاریہ تھیں۔ اور آزاد شدہ لوگ اپنے آزاد کرنے والوں کے ذیل میں شمار ہوتے ہیں۔

قریش میں اس لئے کہ ابو حذیفہ رضؓ نہایت عالی نسب قریشی ہیں سالم چونکہ ان کے متبنیٰ اور مولےٰ تھے وہ بھی قریش میں شمار ہوئے

عجم میں اسلئے کہ وہ واقعی عجمی فارسی الاصل تھے۔ علم و عمل کیساتھ بہادری اور شجاعت میں بھی سالم رضؓ کسی سے کم نہ تھے۔ تمام غزوات میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ حاضر رہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد یمامہ[2] کی لڑائی میں عبد الدین حفص کے شہید ہو جانے کے بعد مہاجرین کا جھنڈا انہیں کے مقدس ہاتھوں میں تھا۔ قدردان لوگوں نے کہا کہ معرکہ سخت ہے اس میں آپ کی جان کا اندیشہ ہے مناسب ہے کہ یہ کام کسی اور کے سپرد کر دیا جائے۔ سالم نہ مانا۔ اور کہنے لگے بئس حامل القرآن انا اذاً ایسے اگر جان کے خوف سے ایسے موقعہ سے ٹل جاؤں تو میں نہایت ہی برا حاملِ قرآن ہونگا!۔

لڑتے رہے اور دایاں بازو کٹ کے گر گیا تو بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا۔ یہ ہاتھ بھی کٹ گیا۔ تو گردن کے سہارے سے تھامے رہے۔ شہادت نصیب تھی۔ آخر زمین پر گر گئے۔ اس وقت اپنے محسن قاہری ابو حذیفہ رضؓ کا خیال آیا اور دریافت کیا کہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کے کہنے سے ان کو ابو حذیفہ رضؓ کے برابر لٹا دیا گیا۔ وہیں انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن الصحابۃ اجمعین

اگر وہ بھی ہماری طرح کرایہ کی شرافت کے خریدنے والے مسلمان ہوتے تو سالم بن معقل کو اس لئے امامت سے کان پکڑ کر باہر نکالدیتے کہ اوہ تم کالائین غلام سے مسلمان ہوا تو ہرگز ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں۔ یہ جگہ دیجائے۔ اور شادی سے اسلئے کورا جواب دیدیا جاتا کہ او یونالایق تم غلام سے مسلمان ہوا۔ اس لئے جاؤ پھرو چگو۔ تمہارا شادی وادی کچھ نہیں ہوگا۔ مگر نہیں نہیں وہ مسلمان اسلام انکا اور وہ اسلام کے۔ ہم اسلام کو بدنام کرنیوالے اسلام کی قدر کیا جانیں ان لوگوں کے سامنے ہمیشہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور لیس بطالبہ عملہ مالہ یسرح بہ نسبہ

یعنے سب سے زیادہ شریف و کریم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ جس شخص کا عمل اس کو پیچھے کر دے نسب اس کو آگے نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان لوگوں نے سالم بن معقل جو غلام سے مسلمان ہوا تھا۔ نا صرف اسکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو دیکھ کر اسے امام بنایا۔ بلکہ ایک نہایت ہی اعلیٰ نسب میں اسکی شادی ہوئی کیونکہ اسلام ان کا اور وہ اسلام کے تھے۔ ہم تلک امانیھم کی ڈینگ مارنے والے اسلام کی کیا قدر جانیں صرف اس پر اکتفا نہیں ہے آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل

اگر اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ راہ ہماری خانہ ساز راہ ہے۔ یا ہمارے سلسلہ بزرگوں کا یہی وطیرہ تھا تو اس کے لئے ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عہد پر ایک سرسری نظر ڈالنی پڑے گی۔ اور پھر یہ معمہ خود بخود حل ہو جائیگا۔

زید ایک غلام تھا۔ ان دنوں غلام کی قدر عرب میں چوپڑے چاروں سے بھی بدتر تھی۔ مگر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو آزاد کر کے اس کے مشرف باسلام ہونیکے بعد جب یہ دیکھا کہ یہ تقویٰ و طہارت میں کسی سے کم نہیں ہے تو اپنی پھوپھی زاد بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ آہ! یہ تھی بانئے اسلام کی تعلیم اور یہ تھی اسلامی مساوات۔ جسکی سہلی اور نظیر

---

[1] جس شخص کا کوئی عزیز قریب موجود نہ ہو وہ کسی دوسرے مسلمان سے یہ عہد کرے تم ہمارے ذمہ دار و کفیل کار رمولیٰ ہو اگر میں آپ کے سامنے مر گیا تو آپ میرے ترکہ کے مستحق ہونگے۔ اور اگر میں کسی جگہ قصور کر کے آؤنگا تو تاوان بھی آپ کو دینا پڑیگا۔ جب دوسرا شخص اس کو قبول کرے تو مولی الموالات کہلاتا ہے۔ اور عہد کرنے والے شخص کو بھی مولےٰ کہتے ہیں۔ ابو حذیفہ رضؓ نے سالم رضؓ سے یہی عہد کر رکھا تھا۔

[2] یمامہ ایک شہر کا نام ہے جسکو ابو بکر رضؓ کی خلافت میں مسلمان سپہ سالار خالد بن ولید نے فتح کر کے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کو شکست کھانیکے بعد حضرت خالد بن ولید نے فتح کر کے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کو قتل کیا تھا یہاں کی لڑائی میں مسلمانوں کو الیا شدید نقصان پہونچا کہ اور کسی لڑائی میں نہیں پہونچا۔ خاص مدینہ منورہ کے مہاجرین اور انصار میں سے نہایت عالی مرتبہ تین سو ساٹھ حضرات شہید ہوئے۔ جن میں ستر بڑے بڑے حفاظ تھے۔ کسی زمانہ میں شہر کا نام حجر تھا۔ یہاں ایک مشہور تیز نظر والی عورت مسماۃ زرقاء کو حق تعالیٰ نے عجیب بینائی عطا فرمائی تھی۔ جو بیس پچیس میل کے فاصلہ کی چیز کو نہایت آسانی سے بلا تکلف دیکھ لیتی تھی۔ لیکن جب تقدیر اور شہر پر دشمن چڑھ آیا تو اس نے دیکھکر خبر دی مگر کسی نے یقین نہ کیا دشمن قریب آ گیا اور شہر کو فتح کر لیا یمامہ کو شہر کے دروازہ پر قتل کر کے شہر کا نام یمامہ رکھدیا اور ویران و برباد کر دیا۔ ۱۲

KHILAFAT LIBRARY

تعلیم کو دیکھکر لشکروں کے لشکر اسلام کیطرف کھچے چلے آتے تھے۔ اگر ہم جیسے مسلمان ہوتے تو اس غلام کو گیڈر والا پروانہ لکھکر دیدیتے اور کہتے کہ جاؤ دردر کی خاک چھانتے پھرو۔ دوستو! مقابلہ کرو اپنے ہادی کے شہری اصول کا اپنی کجروی سے وہ ایک غلام تو اپنی بھی زاویہ بھی زاویہ بھی کا عقد کر کے جو ذات میں اعلےٰ اور افضل ہے دنیا میں نیشنلٹی کے بھوت کو دور کر کے ہیومنٹی کا پھریرہ اڑاتا ہے

## ہمارے بزرگوں کا دشمنوں سے سلوک

بھر بدر کی لڑائی میں جب قریش کے آدمی پکڑے گئے۔ اور انہیں حراست میں رکھا گیا تو امن ہونیکے بعد انہیں رہا کیا گیا۔ اور وہ مکہ میں آئے۔ تو اہل اسلام کی نسبت انہوں نے یہ رائے ظاہر کی۔ کہ خدا انکا بھلا کرے وہ ہم کو سواری دیتے تھے اور خود پیادہ پا چلتے تھے۔ وہ ہم کو گیہوں کی روٹی کھانیکو دیتے تھے اور آپ کھجوریں کھا کر گذارہ کرتے تھے۔"

آہ! یہ تھا ہمارے بزرگوں کا طرز عمل۔ دشمن قیدی جو انکی جان کے پیاسے ہیں اپنی حراست میں لے کر آپ پیدل چلتے ہیں۔ اور انہیں سواری دیتے ہیں۔ آپ کھجوریں کھاتے ہیں اور انہیں گیہوں کی روٹی دیتے ہیں۔ سچ پوچھو تو اسلام انکا اور وہ اسلام کے تھے۔ ہم نام کے مسلمان اس کے قدر کیا جانیں۔ ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا!!
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ!!
ترا کے میسر شود ایں مقام!!
کہ با دشمنانت خلاف است جنگ

اب ذرا آگے چلکر ہم خلافت راشدہ کے اس پاک دارالخلافت میں پہونچتے ہیں اور حضرت فاروق اعظم کے در دولت پر حاضر ہوتے ہیں اسی وقت حضرت عمر رضہ کا سادہ دربار گرم ہے۔ بہت سے لوگ اور معززین صحابہ رضہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضہ اور ان کے دونوں صاحبزادے یعنی جگر پارہ ہائے سید النسلہ علیہم السلام بھی رونق افروز ہیں۔ امرء القیس تمام لوگوں کے درمیان میں ہوتے۔ سیدھے جناب فاروق اعظم کے سامنے پہونچے اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون! کہا امرء القیس بن حدی کلبی۔ اتنا سنتے ہی حاضرین میں سے ایک شخص بولا۔ اے امیر المؤمنین آپ نہیں پہچانتے یہی وہ شاہسوار ہے جسنے جاہلیت میں سرکش قبیلہ بکر پر تاخت کی تھی حضرت عمر رضہ نے پہچاننے کے بعد پوچھا۔ اور یہاں آنے کس غرض سے ہو۔ امرء القیس نے فوراً جواب دیا اسلام لانے اور مسلمان ہونے کو۔" جناب فاروق نے اسی وقت کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک نیزہ منگوا کے اس بہادر کو ایک پھریرا آویزاں کیا۔ اور اس کے ہاتھ میں دیکے فرمایا۔ جاؤ میں نے تم کو شام میں مسلمانان قبیلہ قضاعہ پر سردار مقرر کیا۔ امرء القیس اس شان سے پلٹے کہ سر پر علم اسلام لہرا رہا تھا۔ اور ان کو اتنی جلدی اس شان و رتبے پر دیکھ کے لوگوں کو حیرت ہوگئی۔

یہ تھا ہمارے بزرگوں کا طرز عمل۔ اگر ہم جیسے مسلمان ہوتے تو وہ گیڈر والا پروانہ لکھکر دیدیتے کہ جاؤ دردر کے کتے ہو لکاتے پھرو وہ آدمی جسکے دل میں اسلام کے لئے ذرا بھی درد ہے کیا یہ پڑھکر اس کے دل کو چوٹ نہیں لگے گی کہ کہاں گئے وہ مسلمان جو راہ چلتے مسافر کو اپنے طرز عمل سے حلقہ بگوش بناتے تھے اور ایک ہم ہیں جو گھر آئے مہمانوں کو دھکے دیکر نکال رہے ہیں۔

## اسلام میں انسانی حقوق کی پاسداری

پھر آگے چلکر ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عمر رضہ کے عہد فتوحات عراق میں فرخ اور فرادنداد جو بارد سماء اور نمدوابی کے رئیس تھے۔ مطیع ہوگئے۔ چنانچہ اظہار خلوص کیلئے ایک دن ابو عبیدہ (سپہ سالار) کو عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر بھیجے ابو عبیدہ نے دریافت کیا کہ یہ سامان طرف میرے لئے یا کل فوج کے لئے؟ فرخ نے کہا اس جلدی میں ساری فوج کا اہتمام نہ ہو سکتا تھا۔ ابو عبیدہ نے دعوت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مسلمانوں میں ایک کو دوسرے پر کچھ ترجیح نہیں۔

یہ تھی اسلام کی اعلےٰ خوبی تھی تو اسلام کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ صرف اسرائیل کی بھولی ہوئی بھیڑوں کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اس کا گیان تمام دنیا کے لئے ہے اسکا چشمہ فیض ہر ایک تشنہ لب کی پیاس کو بجھانے کیلئے ہر وقت چل رہا ہے اس کا در بخشش ہر ایک حیاتی گیان کے محتاج کیلئے کھلا ہوا ہے۔ یہ ہیومنٹی کا پیتی دیتا ہے نیشنلٹی کا نہیں۔ مگر آجکل ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ ہمارے سینے کسقدر تنگ ہیں۔ آپا دھاپ اور نفسا نفسی نے کہاں تک رنگ جمایا ہوا ہے

## اس انسانی حقوق کی پاسداری کا اثر غیر مسلموں کے قلوب پر

پھر جو قت رومی شکست کھاکر دمشق و حمص وغیرہ سے نکلکر انطاکیہ پہنچے اور ہرقل سے فریاد کی کہ عرب نے تمام شام کو پامال کر دیا ہرقل نے انمیں سے چند ہشیار اور معزز آدمیوں کو دربار میں طلب کیا۔ اور کہا کہ عرب تم سے زور میں جمعیت میں سروسامان میں کم ہیں۔ پھر تم ان کے مقابلہ میں کیوں نہیں ٹھہر سکتے؟ اس پر سب نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن ایک تجربہ کار بڈھے نے عرض کی کہ اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں وہ رات کو عبادت کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ایک ایک سے برابری کے ساتھ ملتا ہے۔ بڑوں کے چھوٹوں اور چھوٹوں کے بڑوں میں رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ ہم کسی صورت میں انپر غالب نہیں آسکتے۔ انکی ہر ایک بات میں مساوات کی جھلک نمایاں ہے۔

## ہرمزاں کا اسلام لانا

ہرمزاں جو کہ مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا بہت سے جانباز مسلمان شاہسواروں کو تلوار کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ اور تادیبہ کے بعد متعدد سے کئی دفعہ صلح کرا کر افراد سے پھر چکا تھا۔ اور شوستر کے معرکہ میں اس نے مسلمانوں کے دلوں کو بہت برچھی سے زخمی کیا تھا۔ اور حضرت عمر کو ان باتوں کا اسقدر صدمہ پہونچا۔ کہ آپ نے کھلم کھلا اس کے قتل کا حکم نافذ فرما دیا تھا۔ مگر جب ہرمزان کی آنکھیں کھلیں اور اس کو معلوم ہوگیا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ جو وصال باری کا ذریعہ بن سکتا ہے زرتشتی اور عیسائیت کی تعلیم اسکی حقانیت اور روحانیت کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی تو ہرمزان سچے دل سے کلمہ توحید پڑھ کر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہوگیا۔ یہ خبر پاکر حضرت عمر بہت خوش ہوئے اور خاص مدینہ میں رہنے کی اجازت دی۔ اس کے لئے دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور فارس وغیرہ کی مہمات وغیرہ میں اُسے فوج کا افسر مقرر کیا اور لڑائی میں اکثر اس سے مشورہ لیتے۔

## مسلمان اور غلام

یہ تھا ہمارے بزرگوں کا طرز عمل جس نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال کر حلقہ بگوش بنا لیا تھا۔ جب ایک آدمی خواہ وہ اسلام کا کتنا ہی خطرناک دشمن اور ضرر رساں کیوں نہ رہ چکا ہو۔ مگر جب صدق دل سے کلمہ توحید پڑھا گویا وہ اس وقت ہر ایک مسلمان کے نزدیک اس کے حقیقی بھائی سے بھی زیادہ عزیز بن جاتا ہے۔ وہ ہماری طرح نو مسلم کو گیڈر والا پروانہ دیکر دردر کی خاک نہ چھنواتے تھے۔ انکا ہر ایک قول و فعل خدا کے لئے تھا۔

حضرت عمر رضہ کے عہد میں قیساریہ کی فتح کے وقت سومتر کے بعد جب جندی سابور پر حملہ ہوا۔ اور کئی دن تک محاصرہ رہا۔ ایکدن شہر والوں نے خود شہر کے دروازے کھولدیئے اور نہایت اطمینان کیساتھ لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے۔ مسلمانوں کو ان کے اطمینان پر تعجب ہوا۔ اور اس کا سبب دریافت کیا۔ شہر والوں نے کہا کہ آپ ہم کو جزیہ کی شرط پر امن دے چکے ہیں اب کیا جھگڑا رہا۔ سب کو حیرت ہوئی کہ امن کس نے دیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک غلام نے لوگوں سے چھپا کر امن کا رقعہ لکھدیا تھا فوج کے سپہ سالار نے کہا کہ ایک غلام کی خود رائی حجت نہیں ہو سکتی۔ شہر والے کہتے تھے کہ ہم آزاد اور غلام نہیں جانتے۔ آخر حضرت عمر رضہ کو خط لکھا گیا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے اور جس کو اس نے امن دیدی تمام مسلمان امن دے چکے۔ اس جواب نے تمام شہر والوں کے دلوں پر اسلام کا سکہ بٹھایا اور بہت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے۔

پیارے بھائیو! غور کرو یہ تھی اسلام کی تعلیم جسنے تمام دنیا کو رام کر لیا تھا اسلام میں مسلمان اور غلام میں کچھ فرق نہ تھا کیونکہ اسلام کی تعلیم روحانیت پر مبنی ہے اور روحانیت ہیومنٹی کو چاہتی ہے نیشنلٹی کو نہیں

**غلام اور امام** حضرت عمرؓ نے غلاموں کا جو مرتبہ قائم کیا اور تمام دنیا کو نمونے دکھلائے اس کا یہ اثر ہوا کہ غلاموں کے گروہ میں بڑے بڑے صاحب کمال پیدا ہو گئے تھے۔ جنکی تمام ملک عزت و توقیر کرتا تھا۔ عکرمہ جو ائمہ حدیث میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور جن کو حضرت عبداللہ بن عباس نے فتویٰ کی اجازت دی تھی۔ حضرت نافع جو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد تھے اور جنکے روایات کے سلسلہ کو محدثین سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی زنجیر سے تعبیر کرتے ہیں یہ دونوں بزرگ سلسلہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے غلام تھے۔ اور اسی عہد کے تربیت یافتہ تھے۔ علامہ ابن خلکان نے حضرت امام زین العابدین کے حال میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں لوگ کنیزوں اور کنیززادوں کو سخت حقیر سمجھتے تھے۔ لیکن جب قاسم (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے) اور سالم (حضرت عمرؓ کے پوتے) اور امام زین العابدین سن رشد کو پہونچے اور علم و فضل میں تمام مدینہ والوں سے بڑھ گئے۔ تو خیالات بدل گئے۔ اور لونڈی غلاموں کی قدر بڑھ گئی۔"

KHILAFAT LIBRARY

لیکن ہمارے نزدیک اس قبولیت اور عزت کا سبب اصلی حضرت عمرؓ کا طریق عمل تھا (بیشک قاسم سالم (امام زین العابدین کا نام اس سلسلہ میں لینا بے ادبی خیال کرتا ہوں) کے فضل و کمال نے اس مسئلہ پر اثر کیا۔ لیکن اگر حضرت عمرؓ نے احیانات اولاد کا وہ رتبہ نہ قایم کیا ہوتا۔ تو ان بزرگوں کو فضل و کمال حاصل کرنے کا موقعہ کیونکر ہاتھ آتا۔ مگر ہم اس موقعہ پر یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ حضرت عمرؓ نے یہ کوئی نیا سلسلہ ایجاد نہیں کیا تھا۔ اور ان کو یہ حق تھا کہ غلامی کی بیخکنی اور غلاموں کیساتھ مساویانہ برتاؤ کرنا خود بانیٔ اسلام کا مقصد تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے جو کچھ کیا وہ اسی مقصد کی تعمیل کی تھی۔ امام بخاری نے کتاب المفروئین غلاموں کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو افعال و اقوال لکھے ہیں۔ ان سے اس دعوے کی کافی تصدیق ہوتی ہے۔ اس جگہ ان حوالوں کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف اسلام غلاموں کو جو ان کے نزدیک بہنگیوں کیا بلکہ وحشی اور جنگلیوں سے بھی کم حیثیت رکھتے تھے۔ انہیں چاہ ضلالت سے نکالکر اپنی چھاتی سے لگایا۔ دوسری طرف ہم ایسے ہو نہار ہیں۔ کہ ایک نومسلم خواہ کتنا ہی لایق و فایق کیوں نہ ہو ہم اسے سادات میں دینے کے لئے تیار نہیں۔ کوئی معزز مسلمان اس کا رشتہ ناطہ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی آسانی سے اپنے پلیٹ فارم پر قدم رکھنے دیگا۔ گویا قدیمی نکتہ خیال سے ہم آجکل کے نومسلموں کو پرانے غلاموں سے بدتر خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ خدارا اس ضد کو چھوڑ دو۔ جو آپ کی پناہ میں آئے اسے پناہ دو۔ اپنے مہمان کو مت دھتکارو کیونکہ اس سے تمہاری عزت ہے جو تمہاری پناہ میں آئے تم اس پر رحم کرو۔ کیونکہ رحم کا اجر عظیم ہے۔ مبارک ہے وہ جو بیکسوں پر رحم کھاتا ہے۔ کیونکہ پھر خداوند کریم اس پر رحم کرتا ہے۔

**غلام اور اسلام** میں بار بار غلاموں کا ذکر اسلئے کرتا ہوں کہ آجکل جو ہمارے بھائی مسلمان نومسلموں سے اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ انہیں سادات دینے کے لئے طیار نہیں وہ خدا کے لئے اپنے بزرگوں کا طرز عمل دیکھیں کہ ان کے بزرگ نومسلم تو ایک طرف رہے غلاموں کے ساتھ کیسا برادرانہ سلوک کرتے تھے حضرت عمرؓ نے جب بدر وغیرہ کے مجاہدین کی تنخواہیں مقرر کیں تو ان کے غلاموں کی بھی انہی کے برابر تنخواہ مقرر کی۔ اور بعد کی تمام کارروائیوں میں بھی انہوں نے یہی اصول ملحوظ رکھا اصلاح کے جو عمال تھے ان سے آپ ہمیشہ دریافت کرتے رہتے تھے کہ غلاموں کے ساتھ انکا برتاؤ کیسا ہے۔ چنانچہ اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ غلاموں کی عیادت کو نہیں جاتے۔ تو صرف اسی جرم پر انہیں موقوف کیا جاتا اکثر غلاموں کو بلا کر ساتھ کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور حاضرین کو سنا کر کہتے تھے کہ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جن کو غلاموں کے ساتھ کھانا کھلانے سے عار ہے۔ سرداران قوم کو لکھ بھیجا کہ اگر تمہارا کوئی غلام کسی قوم کو امان دے۔ تو وہ امان تمام مسلمانوں کی طرف سے سمجھی جائے۔ اور فوج کو اس کا پابند ہونا ہوگا۔ چنانچہ ایک سردار کو یہ الفاظ لکھے ان عبد المسلمین من المسلمین ذمۃ من ذمتھم یجوز امامۃ۔

اب ذرا غور کرو کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اور ہم کس طرف کو جا رہے ہیں۔ اسلام غلام کے ساتھ وہی انسانیت کا برتاؤ کرتا ہے جس انسانیت کو وہ ایک سلطان کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ گویا کوئی غلام مشرف باسلام ہو کر غلام رہتا ہی نہیں۔ وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان ہے۔ اسے وہی حقوق حاصل ہیں وہ انہیں سادات کا مستحق ہے جو دوسرے مسلمان کے لئے ہیں۔ مگر آجکل ہم غلام کو مساوات دینی تو ایک طرف رہی نومسلم کو خواہ وہ کتنا ہی ممتاز کیوں نہ ہو ہم کبھی بھی اسے وہ حقوق دینے کیلئے تیار نہیں جو دوسرے مسلمان کو حاصل ہیں۔ اب آپ خود ہی خیال فرمالیویں کہ جب صورتحال یہ ہے تو ترقی ہو کسطرح؟ اور لوگ مسلمان ہوں تو کس پر؟ اپنی موجودہ حالت کو دیکھکر اور آہ فلک دوز کھینچکر یہ کہنا پڑتا ہے ؎

"مسلماناں در گرو مسلمانی در کتاب"

**قبطی اور رومیوں کا مسلمان ہونا** ۶۴۲ء میں جب اسکندریہ کی فتح ہوئی اور اس فتح میں نہایت کثرت سے قبطی اور رومی گرفتار ہوئے تو فوج کے سپہ سالار نے دربار خلافت کو لکھا کہ انکی نسبت کیا کیا جاوے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ سب کو بلا کر کہدو کہ ان کو اختیار ہے مسلمان ہو جائیں یا اپنے مذہب پر قایم رہیں۔ اسلام قبول کرینگے تو ان کو وہ تمام حقوق حاصل ہونگے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ ورنہ جزیہ دینا ہوگا جو تمام ذمیوں سے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو مسلمان ہوئے۔ ان نومسلموں کو دوسرے مسلمانوں نے اپنی چھاتی سے لگایا۔ اپنی لڑکیاں ان کو دیں اور ان کی لڑکیاں لیں۔ گویا قدیمی اور نومسلموں میں کوئی فرق نہ سمجھا گیا۔ مگر آہ! آجکل کیسی اندھیر نگری ہے۔ ایک نومسلم اپنے خویش اقارب سے رشتہ توڑ کر اپنی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ سے ہاتھ دھو کر مشرف باسلام ہو اور خواہ وہ کتنی ہی خوبیوں والا کیوں نہ ہو کوئی معزز مسلمان اسے اپنی لڑکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اور بعض صورتوں میں تو اس کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی ہتک عزت سمجھا جائیگا۔ گویا ایک نومسلم کو غلام سے بھی بدتر خیال کیا جاتا ہے۔ اب ترقی ہو تو کیونکر۔ اور اسلام پھلے پھولے تو کسطرح آہ! میں اس دکھڑے کو کہانتک روتا جاؤں۔ کوئی غیرتمند مسلمان ہو جس کی رگ حمیت جوش مارے اور وہ اپنی قوم کو اس طوفان سے نکالے۔ کوئی دردمند دل ہے جو اپنے قومی بیڑے کو اس بھنور سے نکالے؟

## نومسلموں کے متعلق حضرت فاروق اعظم کا حکم!

جو شخص عامل مقرر ہوتا تھا۔ اسے حضرت عمرؓ کی طرف سے ایک فرمان عطا ہوتا تھا جس میں اسکی تقرری اور اختیارات اور فرایض کا ذکر ہوتا۔ اس کے ساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار کی گواہی ثبت ہوتی تھی۔ جس میں مندرج تھا۔ کہ نومسلموں کی تالیف قلوبی کرو۔ اور کسی صورت میں بھی ان کی دلشکنی کو روا نہ رکھو ان کو رشتے دو اور ان سے رشتے لو۔ ان سے کسی بات میں بھی اپنے آپ کو ترجیح نہ دو!

یہ تھا اس شیر خدا کا حکم جس کی تربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی تھی۔ اور جسکا حال و قال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین تھا۔ آؤ دوستو! اب ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اس حکم پر چلنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں آہ میں اس دکھڑے کو کہانتک روتا چلوں یہ رونا اسلام کی ترقی میں آہنی دیوار کا کام کر رہی ہے اسے توڑنیکے لئے زبردست دلوں کی ضرورت ہے جو پہلے اس دروازہ کو کھٹکھٹائیں اور اگر کھٹکھٹانے سے نہ کھلے تو توڑیں اور اگر نہ ٹوٹے تو اس دروازہ کے آگے خود کٹ مریں اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ شہیدوں کا خون سیدھا فوارہ کیطرح پھوٹکر آسمان کیطرف جائیگا۔ جسکو فرشتے خیر مقدم کہینگے اور پھر وہ اسلام کی زمین

## اخوت اسلام

اسلام نے دنیا میں جس اخوت کا رشتہ قایم کیا ہے وہ روئے زمین پر اپنی نظیر نہیں رکھتا اسلام کے یہ خلاف ہے کہ کسی کلمہ گو کو اپنے سے ذلیل سمجھا جائے۔ سلجوقی ابتداً کیا تھے۔ بالکل معمولی قسم کے ترک جنکو خلافت عباسیہ کے غلاموں سے زیادہ وقعت حاصل نہ تھی۔ لیکن مشرف باسلام ہونے کے بعد وہی سلجوقی تھے۔ جنکے عقد نکاح میں خلفائے بنی عباس اور جانشینان حضرت رسالت کے شہزادیاں دیگئیں۔ مگر آج ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہم میں وہ مہر محبت نہیں رہی۔ وہ اخوت اٹھگئی اور برادرانہ تعلق جاتے رہے۔ دوستو! غور کرو اوپر کے مسئلہ پر۔ اور پھر ٹٹولو اپنے دلوں کو کہ ہم کیا سے کیا بنگئے۔ ملئے وہ مسلمان جنہوں نے تمام دنیا کو ایک سلک میں منسلک کرنا تھا۔ آج خود جہاڑو کی سینکوں کیطرح بکھر رہے ہیں۔ زمانہ بدل گیا رنگ ڈھل گیا۔ آج شادی وغیرہ ہونی تو درکنار۔ بعض ناعاقبت اندیش نومسلموں کیساتھ بیٹھکر کھانا بھی اپنی کسر شان سمجھتے ہیں اور ان کیساتھ ہاتھ ملانے کو ہتک عزت خیال کرتے ہیں۔ کہاں تو وہ مسلمان جو نومسلموں کو اپنی چھاتی سے لگاتے تھے اور کہاں آجکل کے مسلمان جو نومسلموں کیساتھ سیدھے منہ بات کرنی بھی اپنی ہتک عزت سمجھیں ع ہمیں تفاوت راہ کجاست تا بکجا؟

### سلاطین غزنی کے رشتے ناطے کھوکھروں کیساتھ

کھوکھر اگرچہ بالکل وحشی اور غیر مہذب تھے۔ مگر سلطان شہاب الدین غوری نے انہیں دربار میں بلاکر دین حق کی تبلیغ کی۔ اور ان کے قابل بہ حق ہونے پر کمال خوشنودی ظاہر فرمائی اور پھر ایک بڑا پبلک دربار عام کیا جس میں ان سب کو اپنے برابر بٹھلا کر خود ہی کلمہ شہادت پڑھایا اور پھر چند جواہر جو بطور تبرک خاص مکہ معظمہ سے آئی تھیں۔ انہیں بطور خلعت پہنایا اور انہیں اپنے ساتھ بٹھلا کر کھلایا۔ اور شاہی خاندان میں ان کے رشتے ناطے کئے۔ اب خیال فرمانیکی بات ہے کہ کہاں تو سلطان شہاب الدین غوری۔ جسکے جلال اور سطوت سے رعایا تھر تھر کانپتی تھی اور کہاں کھوکھر جیسی اجڈ اور وحشی قوم جسکو مسلمان بناکر انہیں اپنے ساتھ کھلاتا اور ان کے شاہی خاندان میں رشتے ناطے کرتا ہے درحقیقت مسلمان وہ تھے ہم نام کے مسلمان اسلام کی حقیقت کو کیا جانیں۔ اگر وہ ہمارے جیسے مسلمان ہوتے تو ان سب کو رسمی کلمہ پڑھاکر ایک گیدڑ والا پروانہ لکھکر دیدیتے کہ جاؤ در در کی بھیک مانگتے پھرو۔ آئندہ تمہاری زندگی کا یہی شغل رہیگا۔ اب آپ ہی خیال فرمادیں کہ جب نومسلموں کیساتھ ہمارا یہ سلوک ہے تو پھر اسلام بڑھے تو کسطرح اور ترقی ہو تو کیسے؟

### وہیل کا ہندو اور محمد بن قاسم

جب محمد بن قاسم سندھ میں وارد ہوئے اور کسی شہر پر آپ چڑھائی کرتے تو پہلے انہیں تبلیغ حق کا پیغام بھیجتے۔ مسلمانوں کے نیک نمونہ کو دیکھکر ایک وہیل کا ہندو مشرف باسلام ہوا۔ جسکا اسلامی نام مولنا اسلامی رکھا گیا۔ مسلمان کرنیکے بعد محمد بن قاسم نے اسے گیدڑ والا پروانہ لکھکر نہیں دیا بلکہ اسکی شادی کا انتظام اپنی کفو میں کرادیا گویا وہ مسلمان ہونیکے بعد الکل حقیقی بھائی بنا۔ عام مسلمانوں اور اس میں کچھ فرق نہ تھا۔ اور اس نیک نمونہ کا یہ اثر ہوا کہ تمام سندھ جس میں ہندوؤں کے بڑے بڑے معزز خاندان آباد تھے۔ بطیب خاطر مشرف باسلام ہوگئے۔ یہ محمد بن قاسم کے ہی قدوم میمنت لزوم کا اثر ہے کہ آج سندھ میں دوسرے صوبوں سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے آخر میں کہانتک گنتا چلا جاؤں!۔ اگر وہ بھی ہماری طرح کے مسلمان ہوتے۔ تو اسے مسلمان بناکر گیدڑ والا پروانہ لکھکر دیدیتے اور کہتے کہ یہ پروانہ لو۔ اور در در کی ٹکر گدائی کرتے پھرو۔ اور جبکا اثر یہ ہوتا کہ ایسا نمونہ دیکھکر آئندہ کسی چھوٹے سے چھوٹے کو بھی اسلام میں داخل ہونیکی جرءت نہ ہوتی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسے مسلمان بنایا اور اپنے گوشت کا پوست سمجھکر چھاتی سے لگالیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکروں کے لشکر اسلام میں شامل ہوئے۔ اور آج ہم سندھ کے علاقہ میں دوسری صوبوں کی نسبت مسلمانوں کی زیادہ آبادی پاتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

### حضرت اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ اور ہندو قوم

آج ہندو اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نہایت رکیک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مگر دراصل وہ ایسا نہ تھا۔ اس کے حال وقال سے بتصریح یہ بات عیان ہوتی ہے کہ جسطرح مسلمانوں کیلئے اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنیسے بہشت کا دروازہ کھلجاتا ہے اسی طرح وہ چاہتا تھا کہ ہندوؤں کے لئے بہشت کا دروازہ کھلجائے اس کامل اصابت کو گوارا نہ کرتا تھا کہ ہندو اس نعمت سے محروم رہیں چنانچہ اسکی نیک نیتی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ جسکو مسلمان بناتا اپنے خاندان میں اس کا رشتہ کردیتا تھا۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر تعینات کرتا تھا۔ وہ آجکل کے مسلمانوں کی طرح ٹوٹل پورا کرنے کے واسطے کسی کو مسلمان نہیں بناتا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اسے مسلمان بناکر اسے اپنی کفو میں نہ لیتا اور نہ ہی انکو معزز عہدوں پر تعینات فرماتا۔

### پہلے اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق

ذرا غور کرو ان خدا کے پیاروں کے حالات پر اور پھر ٹٹولو اپنے دلوں کو۔ انکی ایمانداری کی اٹل اور امٹ کوشش کیا رنگ لائی۔ انکی حیرت انگیز کوششوں سے سکنان ہند تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی پرستش سے بیزار ہوکر توحید کی پرستار بنی قیصر کے قصر اور کسرے کے ایوان پر اسلام کا جھنڈا اڑنے لگا۔ ایشیا کے میدانوں اور یوروپ کے پہاڑوں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونجنے لگیں۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اس تیزی و خوبی سے پھیلا کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہیں کی تکلیفوں اور پراشقتوں کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل۔ اور دیار۔ اور پہاڑ۔ اور میدان اور شہر اور آبادی میں ہوگئی۔ انہیں کی وہ دل کو کپکپا دینے والی تقریریں تھیں۔ اور انہیں کے وہ نیک نمونے تھے۔ جنہوں نے سنگدل سے سنگدلوں کو موم بنا دیا۔ انہیں کے وہ پاک کلام تھے۔ جنہوں نے وحشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کردیا۔ انہیں کی بدولت بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے اللہ اکبر کی طربیا آواز آنے لگی۔ آتشکدوں کی کوششوں کے بدلے ایران کے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک اور بت پرستی کا پوپ گرا بیچون و بیچگون بے شبہ و بے نمون خدا کی منادی جہاں میں پھرگئی۔ بت خانے ویران ہوگئے۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑھ گئے۔ بے دینی کا طلسم ٹوٹا دہریت کا باطل خیال باطل ہوگیا۔ اور تینتیس کروڑ دیوتا کے گورکھ دھندے سے نکال کر ایک وحدہٗ لاشریک سے لگن لگادی جاء الحق وذھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ سچ آیا جھوٹ بھاگا۔ بیشک جھوٹ بھاگنے والا ہے۔

لاریب انہیں کا حق تھا۔ جسکی بدولت اس امت نے خیر الامم کا لقب پایا۔

### مناظروں سے کچھ فایدہ نہیں ہوگا

آج کل رموز حقیقت کو چھوڑ کر مناظروں پر بہت زور دیا جارہا ہے۔ مگر اس سے فایدہ خاک بھی نہیں۔ بلکہ اس سے الٹی آزردگی اور کشیدگی اور تنفر بڑھتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حتی الوسع مناظرہ کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ مناظرہ میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ اور اس کے مفاسد اس کے فواید کی نسبت کہیں زیادہ ہیں۔ مناظرہ تمام اخلاق ضمیمہ مثلاً ریا۔ بخل۔ کینہ۔ تکبر۔ عداوت اور فخر کا مبنع ہے۔ اور جس میں یہ باتیں ہوں وہ کبھی بے نفس ہوکر سچائی کا اظہار نہیں کرسکتا اسلئے اگر آپ اپنی بھلائی چاہتے ہیں۔ تو مناظروں کو یکدم موقوف کردو۔ اور اس کی بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔ مگر قولاً نہیں بلکہ فعلاً پھر دیکھو بفضل خدا اسلام کس سرعت سے پھیلتا ہے۔

### اسلام کی خوبیوں کو ہمسایہ اقوام نے پسند کیا مگر مسلمانوں نے ترک کردیا

ہمیں یہ دیکھکر رونا آتا ہے جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام کی خوبیوں سے مستفیض ہوکر دوسری قومیں اپنے وارے نیارے کررہی ہیں۔

مگر ہم ان خوبیوں کو چھوڑ کف افسوس مل رہے ہیں۔ جو لوگ مذہبی دنیا سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ بھائی دت سنگھ جی گیانی کے نام نامی سے ناواقف نہیں ہوں گے۔ بھائی دت سنگھ

۔ جی گیانی موجودہ زمانہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے سکھوں میں زندگی کی روح پھونکی۔ انہیں کی ان تھک کوشش کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آجکل ۵۔ ۶ گورمکھی اخبار سکھوں میں پرچار کر رہے ہیں انہیں کی بے نفس سعی کا یہ ثمرہ ہے کہ آج سکھوں میں زندگی کے آثار نمایاں ہیں۔ مگر بہت ہی کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا۔ کہ بھائی دت سنگھ جی گیانی کون شخص تھے۔ اگر اسلام میں وہ آتے تو ہم لوگ مصلّی مصلّی کہکر ان کا ناک میں دم کر دیتے۔ ساتھ بیٹھکر کھانا تو ایک طرف رہا۔ مگر سکھوں نے بھائی دت سنگھ جی گیانی کی قدر کی۔ جسکا ثمرہ انہیں یہ ملا۔ کہ آج خالصہ بہادر دنیا کی زندہ قوموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مگر کہاں ہیں ہمارے مسلمان بھائی وہ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں کہ کسطرح دوسری قومیں مسلمانوں کے سنہری اصولوں سے مستفیض ہوکر اپنے وارے نیارے کر رہی ہیں۔ میری عمر اس وقت پانچ یا چھ سال کی ہوگی۔ میں نے بھائی دت سنگھ جی گیانی کو دیکھا کہ آپ گرنتھ صاحب کا پاٹھ کر رہے ہیں۔ اور ایک چھتری آپ کو چنور کر رہا ہے۔ اور ایک سکھ سردار آپ کی جرتی جھاڑ رہا ہے یہ ہیں زندہ قوم کی زندہ نشانیاں۔ اگر یہی شخص اسلام میں آتا۔ تو ہم اُسے جن ہاتھوں میں لیتے وہ نومسلموں کے ساتھ موجودہ سلوک کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

## مسلمان اور آریہ صاحبان

آجکل آریہ بھائی اچھوت ذاتوں کو ابھارنے کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اس میں انہیں ہر طرح فایدہ ہی فایدہ ہے۔ ان کے پرچارک خانہ بدوش قوموں میں جاکر وعظ کرتے ہیں۔ مگر وہ صورت سے وہ گھبراتے نہیں۔ بلکہ ان کیساتھ محبت کرتے ہیں۔ پریم سے ان کے دلوں پر فتح پا رہے ہیں۔ اور پھر وہ انہیں شدھ کرکے ان کو گیڈر والا پردانہ دیکر در در کا فقیر نہیں بناتے۔ بلکہ ان کے اور ان کے بچوں کے لئے در سے کھول رکھے ہیں۔ جس جگہ انہیں علم پڑھاکر انسان بنایا جاتا ہے۔ میں نے اچھوت ذاتوں کے لڑکے ڈی۔ اے وی کالج میں دیکھے جو بی۔ اے وغیرہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ وہ لڑکے جو آج سے پندرہ بیس سال پہلے بہوتنگ بنے ہوئے تھے۔ آج ایک باہمت قوم کے طفیل انسان بن گئے اور کالج سے نکلکر یہی لڑکے قوم کے بازو بنینگے۔

## بہادر و سستی کو چھوڑو

دوستو! آپ اپنے اردگرد نظر دوڑا کر دیکھو کہ ہمیں اپنی زندگی قایم رکھنے کیلئے کسقدر جدوجہد کی ضرورت ہے؟ اُٹھو اور ہشیار ہو جاؤ۔ رات ہے تو دل کا انتظام نہ کرو۔ دن ہے تو رات کے منتظر مت رہو۔ نومسلموں سے نفرت کرنا چھوڑ دو۔ ان کو اپنی چھاتی سے لگاؤ۔ کیونکہ وہ تمہاری پناہ میں آئے ہیں۔ ان کو انسان سمجھو۔ ان سے میل جول رکھو۔ ان کے ساتھ کھاؤ پیو ان کیساتھ رشتے ناطے کرو۔ کیونکہ خدا نے ان کو بھی انسان بنایا ہے تم اچھوت ذاتوں میں جاکر اسلام کا وعظ کرو۔ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ اس کے اصول بےنظیر ہیں۔ کیونکہ یہ خدا کی طرف سے ہے لوگ اسلام کی سچی تعلیم کو سنکر اس کے اعلیٰ اصولوں کو دیکھکر خود بخود کشاں کشاں اسلام کی طرف اُمڈے چلے آئیں گے۔ مگر خدارا مسلمان بناکر ان سے بھیک مت منگواؤ۔ بلکہ ان کے لئے سکول کھولو! جس میں دینیات کی تعلیم کے علاوہ انہیں کچھ ہنر سکھلاؤ تاکہ وہ اپنا پیٹ آپ بھریں۔ ان کے حسب مراتب انہیں رشتے ناطے دو۔ تاکہ وہ تمہارے اور تم ان کے بن جاؤ۔ بڑے دماغ والوں کو بڑے پیٹ والوں پر ترجیح دو۔ کیونکہ نیک راہ یہی ہے۔ جو تمہارے گھر پر چلکر آتے ہیں۔ انہیں سے محبت کرو۔ کیونکہ محبت کا پھل نہایت شیریں ہے۔ انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کیطرح اپنی کفو میں لو۔ کیونکہ پھر وہ تمہارے اور تم ان کے بنجاؤ گے۔ وہ چیز جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ نومسلموں کے دسترخوان پر مت چنو! کیونکہ اس سے کوئی عقلمند خوش نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں نے سچے دین کے لئے اپنے پیارے والدین کو چھوڑ دیا۔ اپنے وطن سے جلاوطن کئے گئے۔ ان کے اپنے خون کے پیاسے بنگئے۔ انہیں زیادہ آزمایش میں مت ڈالو۔ مبادا وہ ٹھوکر کھا جائیں۔ انہیں اپنی چھاتی سے لگاؤ۔ تاکہ ان کے زخمی دل پر مرہم لگے۔ ان سے محبت کرو۔ کیونکہ محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ انہیں اپنی کفو میں لیکر اپنا بناؤ۔ تم اپنا حال و قال اپنے بزرگوں کی طرح بناؤ۔ تاکہ راہ چلتا مسافر بھی ع

KHILAFAT LIBRARY

من تو شدم تو من شدی ✦ من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازیں ✦ من دیگرم تو دیگری!

اب تو میں بہت بناؤ بناؤ اور کرو کرو کہہ چکا۔ اگر آپنے آخر میں اس دعائیہ فقرہ سے اپنے اس ناگوار مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اے خدا جو تو اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کرتا ہے۔ اور غریبوں کو آسودہ حال کرتا ہے۔ جو خشک کھیتوں کو اپنے پریم کی جھڑی سے سرسبز کرتا ہے۔ ناامیدوں کی امیدوں کو بر لاتا ہے۔ ہمارے حال زار پر بھی رحم فرما تاکہ تیرے رحم کی طفیل ہم گہری نیند سے اُٹھیں۔ اور ہم میں بھی وہ روح پیدا ہو جائے۔ جس کو لے کر ہمارے بزرگان سلف نے چار دانگ عالم میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا نعرہ بلند کیا تھا۔ آمین یارب العلمین ✦

## ممانعت اذان

قصبہ بھوسہ علاقہ میواڑ میں مسلمانوں کو اذان سے روکا گیا قصبہ کے مسلمانوں کو اذان سے روکا گیا۔ قصبہ کے مسلمانوں نے اودے پور جاکر اس ممانعت کے خلاف اپیل کی۔ جس کا فیصلہ ان کے حق میں ہوا۔ مگر جب بھدیسہ کے جاگیردار صاحب کو اس کا علم ہوا۔ تو ان کو سخت طیش آیا۔ اور تمام مسلمانوں کو خارج البلاد ہونے کا حکم دیا۔ اب ان پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں۔ ان ھذا لشی عجاب۔

اذان کیا ہے؟ ارکان اسلام کا اعلان ہے۔ جو مسلمان پانچ وقت اونچے اونچے مناروں پر چڑھ کر کرتے ہیں۔ اس میں خدا کی عظمت و جبروت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبودیت و رسالت کے اقرار کے بعد مسلمانوں کو نماز کے واسطے بلایا جاتا ہے۔ کسی دوسرے مذہب کی توہین و تحقیر نہیں کی جاتی۔ کسی کے معتقدات پر حملہ نہیں کیا جاتا۔ جس سے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو شکایت کا موقعہ مل سکے۔ پھر جائے حیرت و استعجاب ہے کہ اس سے مسلمانوں کو کیوں ممانعت کی جاتی ہے؟

واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزوًا ولعبًا ذلك بانهم قوم لا يعقلون (پ ۶ المائدہ ع ۱۳)

اور جب تم اذان دیکر لوگوں کو نماز کے لئے بلاتے ہو تو اس کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔ اور یہ حرکت بیجا ان سے اس لئے سرزد ہوتی ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل نہیں سمجھتے۔ حکومت برطانیہ کے فیوض و برکات جو اہل ہند پر مبذول ہیں۔ ان میں مذہبی آزادی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے ہر مذہب و ملت کے پیرو مستفید و مستفیض ہونے کے برابر مساوی مستحق ہیں اگر دیر کنشت میں صدائے جرس و ناقوس کی ممانعت نہیں ہو سکتی۔ تو مساجد میں اذان سے کیوں مزاحمت کی جاتی ہے؟ کیا یہ سخت افسوس کی بات نہیں ہے کہ بعض اقطاع و اضلاع ملک سے کبھی کبھی اس قسم کی شکایات سننے میں آتی ہیں کہ مسلمانوں کو اذان دینے کی آزادی حاصل نہیں۔ اگر وہ اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں تو مصائب و مصاعب کی آماجگاہ بنتے ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس قسم کی شکایات کا سدباب کرکے مسلمانوں کو تشکر و امتنان کا موقعہ دینگے ✦

## سخاوت و بخل

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے۔ اس کی شاخیں دنیا میں لٹکتی ہیں۔ جو شخص سخی ہوتا ہے وہ اسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے۔ وہ شاخ اسے بہشت میں لے جاتی ہے بخل دوزخ میں ایک درخت ہے۔ اس کی شاخیں دنیا میں ہیں۔ جو شخص بخیل ہوتا ہے اسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے۔ وہ شاخ اسے دوزخ میں لے جاتی ہے

## امیر امیر و نظیر

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ تو جس شخص کا محتاج ہے۔ اس کا امیر ہے۔ جو تیرا محتاج ہے تو اس کا امیر ہے۔ جس شخص کی تجھے پرواہ نہیں تو اس کا نظیر ہے۔

(نور الدین تاجر جرم گوجرانوالہ)

KHILAFAT LIBRARY

# تازہ خبریں

**کانپ کے بیمار ہو جانیکی وجہ سے اخبار ۳ جنوری کا لیٹ ہو گیا**

**متحدہ افواج کی پیشقدمی۔** شمال السیس میں جنگ کا نتیجہ فرانس کے خاطر خواہ نکلا۔ جس نے اب سٹیناچ کا سختی سے محاصرہ کر لیا ہے دیگر مقامات میں بھی خفیف ترقی کیگئی اور جرمن جوابی حملے ناکام رہے

**روس و جرمنی:۔** مشرق میں روسی بروز اتوار جرمنوں کے بدستور سدراہ ہیں۔ ساتھ ہی مغربی کلیشیا اور کارپیتھین میں اسٹریوں کو نیچے دھکیل رہے ہیں۔

**اسٹروی اسیران جنگ۔** گذشتہ تین ہفتوں میں ۵۰ ہزار اسٹروی سپاہی دالسر روسیوں کے گرفتار کئے۔

**جرمن نقصان جان:۔** بیان کیا جاتا ہے کہ پولینڈ پر دوسری یورش میں جرمن جانوں کا ہولناک نقصان ہوا۔

**مشرقی اناطولیا** کے دو مقامات اور حلقوں میں وسیع محاذ پر جنگ ہو رہی ہے یعنے ایک تو شمال ارض روم کے علاقہ روشن میں اور دوم ضلع الاشکرت میں جو ارض روم کے جنوب مشرق میں واقعہ ہے۔ اول الذکر مقام میں روسیوں نے ترکوں کی بہت بڑی سپاہ کی پیشقدمی روکدی۔ ساری کمیہ کے متصل جنگ میں ترک سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے۔

**سب ڈویژنل مجسٹریٹ** مانگ گینگ نے بعلاقہ پرمنی چرده چکردرنی اور اسکے تین بھائیوں کو ایکٹ اسلحہ کے خلاف الزام سے بری کر دیا۔ جن پر تین پرانی زنگ خوردہ تلواریں اور ایک چوبلی بندوق رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔

**روس و اسٹریا:۔** زرنوڈنر مسخر کرنے کے بعد سے کیف کی روسی فوج کی پیشقدمی کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اسٹریوں کی پہلی مہادل فوج لیبن چوم کے علاقہ میں پہونچگئی ہے۔ دوسری اسٹروکا سپاہ پرزمسل میں وہاں کی فوج قلعہ کی اعانت کی غرض سے داخل ہو گئی۔ تیسرا آسٹروی دستہ سلاں اور دسچولا کی لائن پر پہونچنے میں ناکام رہا۔

**مولنا حالی کی وفات:۔** ۳۱ دسمبر کی شام کو شمس العلماء مولانا حالی صاحب نے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

**برٹش سوشلسٹ پارٹی** کی مجلس منتظمہ نے مسٹر اسکوتھ کی توجہ اسبات کیطرف مبذول کرائی ہے کہ بلجیم میں لاکھوں آدمی فاقہ مر رہے ہیں اور وہاں کا منظر نہایت ہولناک ہے۔ مجلس مذکور تحریک کرتی ہے کہ متحدہ سلطنتیں جرمنی سے ان فاقہ کش لوگوں کو غذا تقسیم کئے جانیکی اجازت حاصل کریں۔ رسد و ادویہ خواہ کہیں سے بہم پہونچے۔ بلجین آبادی میں بلا کسی اعتراض کے تقسیم کر دیا جائے اگر جرمنی نہ مانے تو متحدہ سلطنتیں تمام بے تعلق سلطنتوں سے اپیل کریں۔

**مغربی منتظر:۔** پیرس سرکاری مراسلات مظہر ہے کہ فرنچ سپاہ نے علاقہ ارگون اور نیوپورٹ میں گونہ ترقی کی ہے۔ اور فلاندرالسیس میں اپنے مورچوں کو تقویت دے رہی ہے

**جنگی روٹیاں:۔** اخبار سٹیٹسمین کا ولایتی نامہ نگار لکھتا ہے کہ برلن کی یونیورسٹی پولٹیکل اکانومی کے پروفیسروں کے غذا کے صرف میں انتہا درجہ کی کفایت شعاری ملحوظ رکھنے کے متعلق اپیل شائع کر کے پبلک ہے ایسی روٹیاں جو زمانہ جنگ میں اکثر کھانی پڑتی ہیں تناول کرنیکی درخواست کی ہے اور لکھا ہے کہ ہر عورت مرد اور بچے کا فرض ہے کہ وہ چالاک انگریزوں کے منصوبے کو ناکام رکھنے کیلئے کوشش کرے۔ جو جرمنی کو باوجود اسکی بری و بحری فتوحات کے بھوکا مار کر اہانت انگیز صلح پر مجبور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

**انگلستان میں اشیائے خوردنی کا نرخ:۔** سٹیٹسمین کا ولایتی نامہ نگار مارننگ کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ کرایہ جہازات کی زیادتی کی وجہ سے جہازی حلقے اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ کیا اشیائے خوردنی میں مزید گرانی کو روکنے کی غرض سے مداخلت پر آمادہ ہونگے

**قسطنطنیہ میں اضطراب۔** برلن کا ایک پرائیویٹ پیغام کوپن ہیگن پہنچا ہے جو مظہر ہے کہ درہ دانیال کے متعلق قسطنطنیہ میں سخت اضطراب ہے۔ حکام اعلانات شائع کر کے پبلک کی تشویش کو رفع اور سکون پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

**ٹرکی و روس:۔** پیٹروگریڈ رقفقاز کا روسی کو ارٹر مطلع کرتا ہے کہ ہم جارحانہ حملے کر رہے ہیں۔ سری کاش کے متصل ہم ترکوں کے دستہ سے کامیابی سے معرکہ آرا ہوئے معرکہ مراد خراسان کی سمت ترکوں کے سنگینوں کے متواتر سخت حملے پسپا کئے گئے ترک بیدریغ باشندوں پر تشدد اور دیہات کے تمام لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔

**ترکی زیمیت:۔** سرکاری طور پر بیان ہوا ہے کہ جنگ بری کمیش (وبا) کا نتیجہ ترکی دستہ کے خلاف نکلا۔ جو اپنے نصف آدمی کھو کر پسپا ہوا۔ ترکی سپاہ کا کچھ حصہ درہ اولائز جارک کے علاقہ میں مجتمع ہے جو اندال کیطرف بڑھ رہا ہے

**کس روز کی گولہ باری:۔** کروزر اسکولڈے پورٹ سعید کے مشرق میں العریش کے متصل ترکی سپاہ پر گولہ باری کی ایک دخانی جہاز نے بیروت کے نواح میں گرداوری کے دوران میں ترکی سپاہ پر ایک گولہ سرکیا۔ جس نے رائفلوں سے جوابدیا۔

**ہندوستانی سپاہ کی بہادری:۔** پیرس کی سرکاری مراسلات میں ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی قابل ذکر واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔

**بمبئی کا تار ہے** کہ ایک ہماری جرس سپاہ نے کوئوں کی مشرق میں ۵ میل کے فاصلہ پر فرنٹ ہیوسٹے اور گوبچی نامے ہندو دیہات کی برٹش لائن کو توڑ کر نکلجانے کی کوشش کی۔ ان خندقوں میں جو دیہات کے محاذ پر پھیلی ہوئی تھیں ہندوستانی سپاہی مامور تھے۔ بعض مقامات میں جرمن خندقیں ۵۰ گز سے زیادہ فاصلے پر نہ تھیں۔ جرمن سپاہی علی الصباح سنگینوں اور دستی بم اسلحہ سے مسلح ہو کر نکلے۔ ہندوستانی نہایت بہادری سے گھنٹوں معرکہ آرا ہوئے۔ مگر اس طوفان یورش کو روک نہ سکے۔ برٹش کمک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ جسکے سپاہی پیدل تھے اور فرنچ سپاہ علاقہ کی دور جمپوں کی پہونچ گئی۔ اب لڑائی نہایت سخت ہوں چہروں اور سنگینوں سے ہو رہی تھی۔ ایک گولی بھی سر نہ ہوئی۔ آخر جرمن خندقوں کی قطاروں سے یکے بعد دیگرے ہٹا دیئے گئے۔ اور گہرنجی پر قبضہ کر لیا گیا۔

**لفٹننٹ بروگولر بالڈی** جو گریبالڈی کا پوتا تھا۔ آرگون میں خندقوں پر حملے کے دوران میں مارا گیا۔ فارن لیجن کے اطالوی دالنٹیرز گورنر میں یہ پانچ بھائیوں کیساتھ منسلک تھا۔

**ہندوستانی سپاہ کا معائنہ:۔** قاہرہ ہز ہائنس سر آغا خان نے اسمٰعیلیہ اور پورٹ سعید میں ہندوستانی سپاہ کا معائنہ کیا۔

**شراب بیچنے کی ممانعت:۔** پیٹروگریڈ سے ایک حکم نافذ ہوا ہے جس میں تمام ایسے اشیاء کی فروخت کی ممانعت کی گئی ہے جو الکحل رکھتے ہوں۔ ان میں ہیر بھی داخل ہے۔ اول درجہ کے ریستوروٹوں اور کلبوں میں بھی یہ فروخت نہ ہو سکیگی۔

**آسٹریین سپاہ** نے جرمن نوآبادی بوگین ولی پر قبضہ کر لیا۔ جو جزائر سلیمان میں سب سے بڑا جزیرہ ہے

**خلیج دلفش** جو جنوب مغربی افریقہ میں ہے پھر برٹش تصرف میں آگئی

**مارننگ پوسٹ** کا نامہ نگار پیٹروگریڈ اسبات سے تصدیق کرتا ہے کہ پولینڈ میں جرمن منصوبے بالکل ناکام رہے۔ روسی سپاہ ہالا گرینڈ ڈیوک نکولس اب بھی اسی پوزیشن میں ہے جسمیں وہ تین ماہ پہلے تھا۔ جرمنوں کے دیوانہ وار حملے اس مدعا کو اور بھی سہل بنا رہے ہیں

**رپورٹ ہوئی ہے** کہ جرمن حملے کے لئے اب نئے مقام کے متلاشی ہیں

**سکریٹری آف سٹیٹ ہند کی برقی مراسلات:۔** مغربی محاذ کا قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ فرانس نے شمال السیس میں سٹیناچ نامی گاؤں کا نصف حصہ فتح کر لیا۔ مشرقی یورپ میں معرکہ آرائی کے متعلق کوئی روسی سرکاری اطلاع موصول نہیں ہوئی +

## نوایجاد مشین سیویاں

یہ نوایجاد مشین نہایت بارہ یک سیویاں ایک گھنٹہ میں دو سیر پختہ تیار کر دیتی ہے اس کو ایک عورت بلا کسی قسم کی تکلیف کے اکیلی چلا سکتی ہے۔ ہر ایک گھر میں اس مشین کا ہونا ضروری ہے۔ اسکے پرزے نہایت مضبوط اور بڑی مدت تک خراب نہیں ہوتے۔ بہت عمدہ اور کارآمد چیز ہے۔ قیمت بہی کم رکھی گئی ہے۔ یعنے صرف ایک روپیہ۔ اگر ایک پرزہ موٹی سیویاں والا بہی ساتھ منگائینگے تو ۱۲ اور خرچ ہوگا کل ۱۲ مشری فضل کریم نزد مہمانخانہ قادیان ضلع گورداسپور

## آنکھوں کی ۳۶ بیماریوں کو شرطیہ دور کرنیوالا بینظیر اور لاثانی تریاق

امرائے عظام ہے ۵۰ روپیہ۔ عوام سے برائے نام قیمت تین روپیہ فی تولہ (۳ تولے)

اس تریاق کا ہر ایک گھر میں موجود رکھنا فرض ہے۔ کیونکہ اسکے استعمال سے کسی طرحکی تکلیف مرض آنکھوں میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ بیمار چشم کو ایک ہی سلائی سے آرام دیتا ہے۔ اور آنکھوں کی شدید اور لاعلاج مرضوں کو آن کی آن میں دور کرنا شروع کر دیتا ہے اور چند ہی روز میں گلی سڑی آنکھوں کو موتی کیطرح خوبصورت بنا دیتا ہے اگر آپ ڈاکٹری یونانی ویدک علاج سے مایوس ہو چکے ہیں تو فوراً نایاب الجن کو منگا کر استعمال فرمائیں انشاء اللہ آپ ضرور ہی کامیاب ہو جائینگے کیونکہ نایاب الجن آنکھوں کی کامل اور اکمل دوا ہے۔ جس سے یقیناً صحت ہو جاتی ہے مزید اثر ایسا ہے کہ ایک ہی سلائی سے آرام آجاتا ہے۔ ہزارہا بیمار جو برسوں سے کھاٹ گیرے پڑے تھے نایاب الجن کے استعمال سے صحتیاب ہو گئے اگر آپ ہزاروں روپے خرچ کر ڈالیں تب بہی آپ کو ایسی مجرب اور زود اثر دوا دستیاب نہیں ہو سکیگی۔ ہر قسم کے سرمے اور دوائیاں اسکے سامنے ہیچ ہیں۔ نایاب الجن آنکھو نہیں لگتا نہیں بلا کسی قسم کی تکلیف اور مشقت کے آنکھوں کو درست کر دیتا ہے۔ اس میں ایسی برقی طاقت بھری ہوئی ہے جو مرض چشم پر فوراً غالب آکر اس روشن کر دیتی ہے آپ یہ خیال نہ فرماویں کہ اشتہار باز اکثر اپنی ادویات کی جھوٹی تعریفیں لکھا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ میں خدا کے فضل سے ان اشتہار بازوں میں سے نہیں ہوں بفضلہ تعالےٰ راست بولنے والا ہوں اور میں اپنی کسی دوا کی جھوٹی تعریفیں کرنیوالے کو جسکا مقصد (دھوکا دینا ہوتا ہے) بے ایمان۔ حرام خور۔ اور کمینہ سے کمینہ × × × × × × × × زیادہ سمجھتا ہوں مومن برادروں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ضرور نایاب الجن سے فایدہ اٹھائیں۔ پھر اگر کوئی یہ ثابت کرے کہ فلاں مشتہرہ سرمہ نایاب کے برابر مفید ہے اسکو مبلغ ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا اور اگر ۳۶ بیماریوں میں کوئی دوست پانچ بیماریوں پر بہی بغیر مفید ثابت کرے تو اسکو بہی ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا۔ شیر خوار بچہ سے لیکر بوڑہے تک کو یکساں مفید ہے۔ تمام ہندوستان میں مقبول ہوتا ہے۔ اسکا مقابلہ کوئی سرمہ نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنے مولا کریم کی قسم ہے کہ مجھ میں وہ الفاظ نہیں کہ جسمیں نایاب الجن کی اوصاف بیان کروں ان بیماریوں کو دور کرنیمیں بینظیر کہتا۔ شیر خوار یا بڑے بچہ کی آنکھو نکا دکہنا (۲) یا میلا رہنا (۲) جوانوں کی آنکھو نکا دکہنا (۳) یا میلا رہنا (۴) کگرے (۵) آنکھو نکا درد (۶) ورم چشم (۷) ورم پلک (۸) پٹس (۹) سرخی (۱۰) ابتدا موتیابند (۱۱) وناخنہ (۱۲) ضعف نظر (۱۳) ایک چیز کا دو دکہائی دینا (۱۴) پانی بہنا (۱۵) آنکھو نکا پرآب بہنا (۱۶) آنکھو نکا ہمیشہ دکہتے رہنا (۱۷) ابتدا پڑ بال (۱۸) رتوندا (۱۹) پلکو نکا گل جانا (۲۰) پلکوں کے بالوں کا گر جانا (۲۱) خارش چشم (۲۲) ولپک (۲۳) پیپ لگنا (۲۴) پلکو نکا آپسمیں چپٹنا (۲۵) پلکوں کا

## سچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے زرین۔ اس کے استعمال سے قوت باہ امساک دونوں کو لذت ہوتی ہے اور بعد میں کمزوری نہیں ہوتی یہ بیش قیمت طلا ہم آزمائشاً ایک شیشی صرف ۸ کو دیتے ہیں معجون طلسمی۔ اسکے استعمال سے رقت سرعت جریان کمی باہ رفع ہو کر اعلیٰ درجہ کی قوۃ باہ پیدا ہوتی ہے جسم توانا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلا طلسمی۔ یہ ان لوگوں کو فایدہ دیتا ہے جو اپنی قوۃ باہ زایل کر چکے ہوں۔ خواہ کسی باعث سے ہو اعصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

سرمہ سلیمانی:۔ اس کے استعمال سے دہندہ جالا۔ بھولا ضعف بصارت موتیابند وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ ر

سلون دنداں۔ دانتوں اور مسوڑوں کی کل بیماریاں کو رفع کرنے والا۔ دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانیوالا قیمت فی بکس ۴ ر

المشتہر

حکیم محمد حسین ولد حکیم سرفراز حسین صاحب مالک شفاخانہ احمدیہ ملتبع گیٹ دہلی

۵۸ء

۵۹ء

## اگر

آپ اگر اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

## کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی ۱۹۱۵ء کی بلا قیمت خبتری

KHILAFAT LIBRARY

## لال شربت

پلادیں پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا ایک سال فایدہ کرتی ہے۔ پینے میں شیریں۔ اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے لڑکے خواہش سے پیتے ہیں۔

آپ بہی اپنے بچوں کو استعمال کرا کے آزمائش کر لیجئے۔

قیمت ۱۲ آنہ فیشیشی

محصول ڈاک ۴ ر

ہنایت خوبصورت بنی ہوئی ہے۔ جس کا چکنا کاغذ خوش خط اور سندر لکھائی ہے اور چھپائی بہی صاف ہے۔

یہ خبتری بلا قیمت و محصول بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو ایک کارڈ پر متفرق جگہ کے دس شریف اور لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ بھیجنے سے واپسی ڈاک سے خبتری آپ کی خدمت میں پہونچے گی۔

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ